بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بیاناز نے یہ ناول (دھوپ اور چھاؤں) صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (دھوپ اور چھاؤں) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین (New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا، ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ: نیوایرامیگزین

اسلام علیکم !

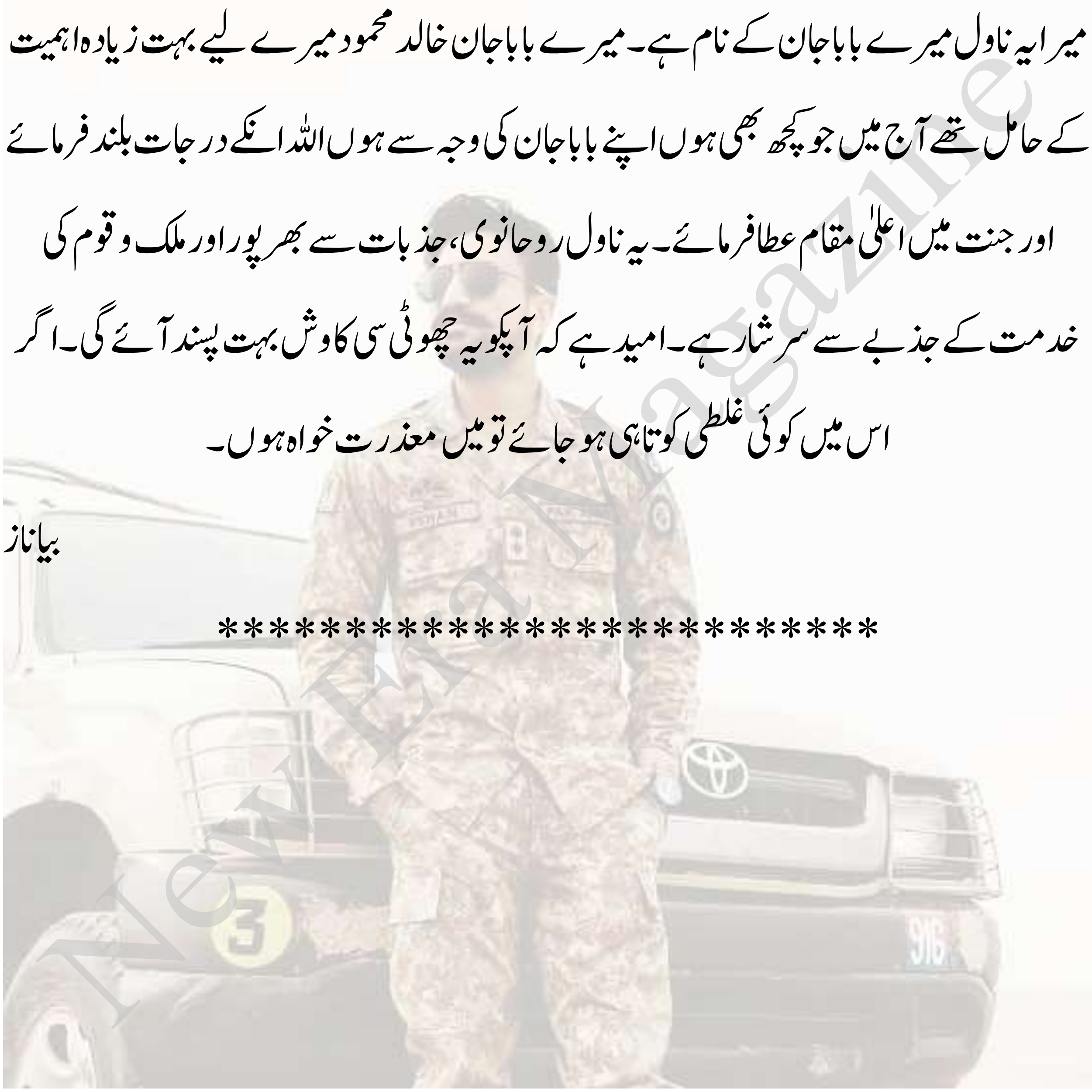

میرا یہ ناول میرے بابا جان کے نام ہے۔ میرے بابا جان خالد محمود میرے لیے بہت زیادہ اہمیت کے حامل تھے آج میں جو کچھ بھی ہوں اپنے بابا جان کی وجہ سے ہوں اللہ انکے درجات بلند فرمائے اور جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ یہ ناول روحانوی، جذبات سے بھرپور اور ملک و قوم کی خدمت کے جذبے سے سرشار ہے۔ امید ہے کہ آپکو یہ چھوٹی سی کاوش بہت پسند آئے گی۔ اگر اس میں کوئی غلطی کوتاہی ہو جائے تو میں معذرت خواہ ہوں۔

بیا ناز

****

New Era Magazine

کیا کہوں تم سے میں کہ کیا ہے عشق

جان کا روگ ہے بلا ہے عشق

شام کے سرمئی سائے اپنے پر پھیلائے رات کے جگنو کو آنگن میں آنے کی دعوت دے رہے تھے اور آنگن میں بی جان کی آواز گھونجی اور شانزے کو آواز لگائی۔

"شانزے او شانزے کدھر ہو جلدی سے آکر آنگن سے کیریاں اُٹھاؤ اور اندر رکھو۔ شانزے میری آواز سُن رہی ہو۔" اماں بی نے اونچی آواز میں پوچھا۔ شانزے جو کمرے میں ہینڈ فری لگائے کیپٹن شاہ نواز کی لائیو سننے میں مگن تھی بُرا سامنہ بنایا اور آنگن میں آکر بی جان سے بولی کہ

"بی جان کیا ہو گیا ہے کیوں بُلا رہی ہو آپ؟" بی جان نے گھور کر شانزے کو دیکھا اور بولی کہ

"کیریاں اُٹھاؤ اندر رکھو اب ان بوڑھی ہڈیوں میں جان کہاں ہے۔" شانزے نے کیریاں اُٹھائی اور اندر رکھ دی۔

اسفند یار اور ولی یار دو بھائی تھے۔ بی جان اور اسفند یار کے دو بیٹے اور دو بیٹیاں تھی سب سے بڑے بیٹے رحمان علی اور دوسرے بیٹے کامران علی اور بیٹی صائقہ اور ماہ ناز ہے جبکہ ولی یار کا ایک ہی بیٹا تھا ابراہیم ولی یار اور اس کی بیوی روڈ ایکسیڈنٹ میں وفات پا گئے تھے۔ ابراہیم اسفند یار کے بچوں کے

ساتھ ایک ہی آنگن میں پلے بڑھے تھے اسفندیار کو اپنی کزن ماہ ناز بچپن سے ہی بہت پسند تھی اور کب یہ پسند پیار میں بدل گئی پتہ ہی نہ چلا۔بی جان نے بچوں کی پسندیدگی کو بھانپ لیا اور بہت خوش اسلوبی کیساتھ ماہ ناز اور ابراہیم کی شادی کروادی۔

رحمان علی کے دو بیٹے اور ایک بیٹی ہیں کیپٹن علی، ریان علی اور لاریب۔کامران علی کی دو بیٹیاں رحما اور منہا جڑواں ہیں اور ایک بیٹا سارم علی ہے جسکا اپنا بزنس ہے صائقہ شاہ کی ایک ہی بیٹی ہے جسکو شانزے اور پیار سے چاندنی بولا جاتا ہے۔ماہ ناز کے چار بیٹے شجاع، میجر ریحان، علی شہرام اور نوخیز ہیں۔بی جان ایک سلجھی، نرم مزاج اور سادہ لوح عورت ہیں شانزے بی جان کے پاس رہتی ہیں کیونکہ بچپن میں ہی صائقہ وفات پاگئی تھی اور بی جان شائزہ کو اپنے ساتھ لے آئیں۔

-----*----*------------*---------*

میجر ریحان ابھی ڈیوٹی سے واپس آئے ہی تھے کہ انہیں کال آگئی کہ یونٹ میں واپس آئیں کچھ ضروری امور پر ڈسکشن کرنی ہے۔میجر ریحان علی نے منہ دھویا اور واپس یونٹ میں چلے گئے ایک نئے جذبہ کے ساتھ کہ ملک اور قوم کے خدمت آرام سے کہیں زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔میجر ریحان جیسے ہی یونٹ میں داخل ہوئے تو سب جوانوں نے پر جوش استقبال کیا کیونکہ آج 29 مارچ یعنی میجر ریحان کی سالگرہ ہے۔میجر ریحان نے فوراً موبائل چیک کیا کیونکہ وہ جانتے تھے کہ سب کو انکی سالگرہ بھول جائے گی سوائے لاریب کے جسکو ہمیشہ یاد رہتی ہے۔میجر ریحان علی کے

چہرے پر بہت میٹھی سی مسکراہٹ اور آنکھوں میں چمک پیدا ہو گی کیونکہ لاریب کا میسج پوری آب وتاب کے ساتھ سکرین پر چمک رہا تھا۔ میجر ریحان نے جوانوں کے ساتھ کیک کاٹا اور باہر چلے گئے کہ لاریب کو فون کرنا تھا۔ جیسے ہی فون کی گھنٹی بجی ایک زندگی سے بھرپور آواز گونجی

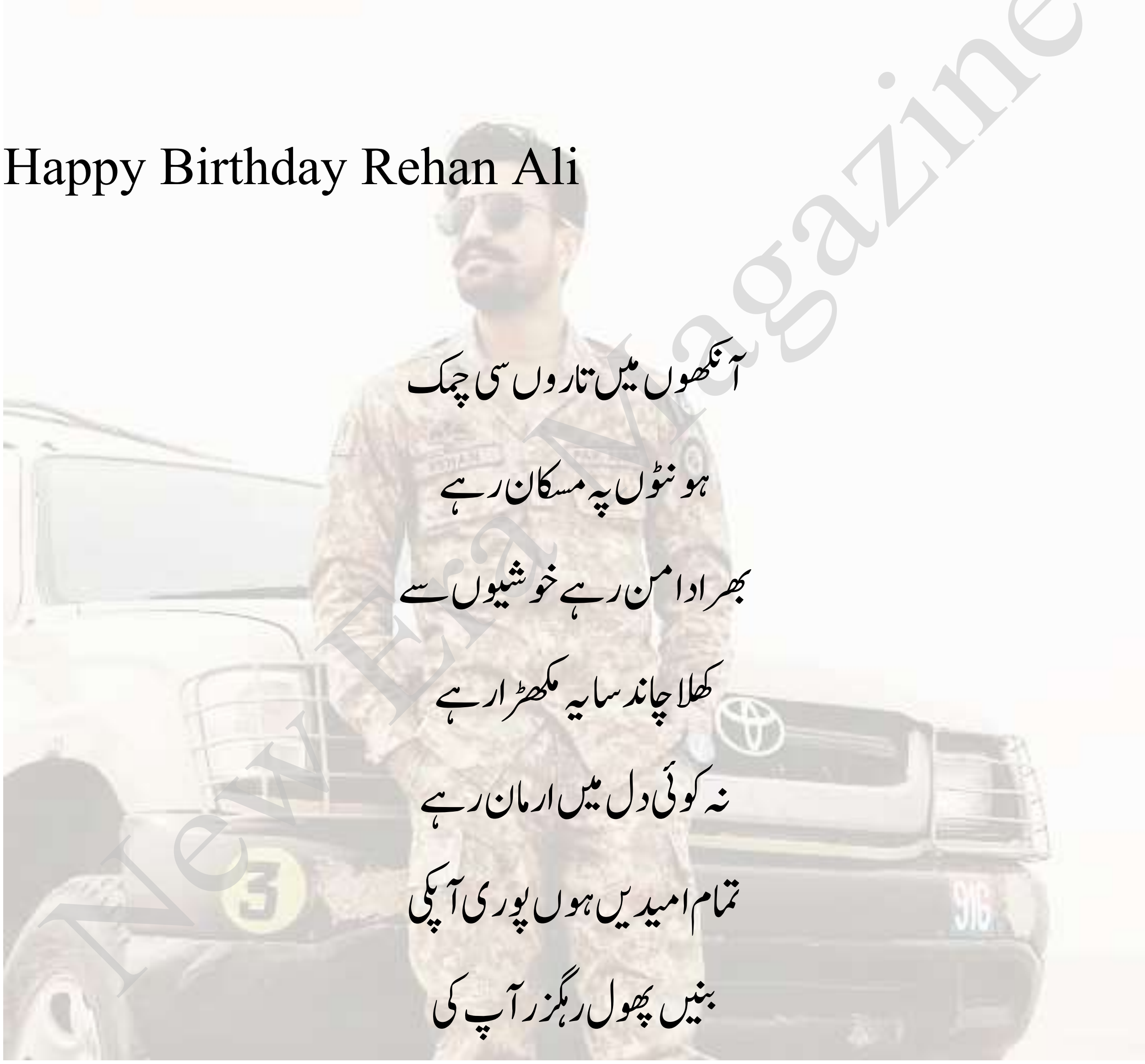

Happy Birthday Rehan Ali

آنکھوں میں تاروں سی چمک

ہونٹوں پہ مسکان رہے

بھرا دامن رہے خوشیوں سے

کھلا چاند سا یہ مکھڑا رہے

نہ کوئی دل میں ارمان رہے

تمام امیدیں ہوں پوری آپکی

بنیں پھول رہگزر آپ کی

منزل آپ کی شادر ہے

تعریف آپ کی اس انداز سے ہو بیاں

New Era Magazine

کہ تشبیہ نہ کوئی باقی رہے

حرف آخر میں یہ دعا ہے اے خدا سے

کہ اُسکی رحمت سدا آپ کے پاس رہے

آمین

Once again happy birthday

"کیسی لگی میری ویشنز آپکو میجر ریحان۔" میجر ریحان ابھی تک آواز کے سحر میں ڈوبے ہوئے تھے کہ لاریب کی مدھر آواز سپیکر پر اُبھری۔۔۔ "کہاں غائب ہیں ریحان آپ۔۔۔؟"

"بہت اچھی تھی شکریہ لاریب۔۔" میجر ریحان نے لاریب کی بات کا جواب دیا اور کافی ٹائم بات کرنے کے بعد فون بند کر دیا۔ کیونکہ ماں بابا کو کال کرنی تھی آہستہ آہستہ سب کزنز کی کال آنی شروع ہو گئی۔ میجر ریحان اداس سے واپس روم میں چلے گئے اور سونے کی کوشش کرنے لگے لیکن ماضی کی یادیں جھرونکے کی مانند آنا شروع ہو گئی۔ کیسے ماما، بابا، بی جان، ماموں، خالہ، مامی اور سب کزن ہلا گلا کرتے اور لاریب کیسے سالگرہ کے دن صبح سے ہی میری من پسند چیزیں بنانا شروع کر دیتی اور میرے کمرے کے کتنے چکر لگاتی جب لاریب میٹرک میں تھی تو ریحان اور

لاریب کی منگنی کردی گئی تھی اور یہ پسند اب پیار میں بدل چکی تھی۔ ریحان اور لاریب دل و جان سے ایک دوسرے کو چاہتے ہیں۔ ریحان کے شوق اور لگن کی وجہ سے اُس نے آرمی جوائن کر لیا اور لاریب نے ایم بی بی ایس کیا اور اب وہ ہوسپٹل میں ڈاکٹر کے فرائض سرانجام دے رہی ہے اور ملک و قوم کی خدمت میں مصروف ہے۔ ریحان اب چاہتے تھے کہ اس دفعہ چھٹی پر جائیں تو اپنی شادی کرواکر ہی آئیں گے کیونکہ لاریب کے بغیر اب رہنا ممکن ہی نہ تھا۔ اور یہ ہی سوچتے کب نیند کی وادی میں اُتر گئے پتہ ہی نہ چلا۔

*_____*____________*______**

بی جان، کامران علی انکی فیملی اور رحمان علی کی فیملی کے ساتھ ناشتہ کی ٹیبل پر بیٹھے ہوئے تھے کہ بی جان نے اعلان کیا کہ جنوری میں سارم کے ساتھ میجر ریحان اور لاریب کی شادی کر دی جائے۔ پورا حال خوشی سے جھوم اُٹھا اور لاریب نے شرم کے مارے سر جھکا لیا کہ کہیں اُسکی آنکھوں سے اُمڈتا ہوا سارا پیار نظر نہ آجائے۔ بی جان نے ماہ ناز کو فون ملایا اور اپنے فیصلے سے آگاہ کیا ماہ ناز بہت خوش ہوئی اور جلد از جلد مٹھائی کے ساتھ آنے کو بولا۔ ہر جگہ خوشی کی لہر دوڑ گئی۔

ریان علی اور سارم آفس کے لئے نکل گئے جبکہ رحما، منہا کالج کیلئے۔

*_____*____________*______**

شادی کی تیاریاں عروج پر تھی کیوں نہ ہو دونوں گھروں کی پہلی شادی تھی۔ شانزے مہندی والے دن پیلے جوڑے کھلے لمبے بالوں بڑے بڑے جھمکے میں اپنی مستی میں پھولوں کا تھال نیچے لاتے ہوئے کسی سے بہت زور سے ساتھ آکر ٹکرائی سارے پھول نیچے گر گئے اور شانزے کو کیپٹن شاہ نواز نے سنبھالا تاکہ وہ کہیں زمین پر گر نہ جائے شانزے نے جلدی سے اپنے آپ کو سنبھالا اور فٹ سے بولی۔۔۔

" نظر نہیں آتا اپکو اللہ نے اتنی بڑی آنکھیں دی ہے۔ دیکھنے کے لئے ہی ہیں نہ۔" کیپٹن شاہ نواز کو بولنے کا موقع دیئے بغیر نیچے کی جانب بڑھ گئی۔ کیپٹن شاہ نواز حیرت سے اس دھان پان سی لڑکی کی اس جُرات پر حیران رہ گیا کہ غلطی خود کی اور اوپر سے ہمت دیکھو سوری کیے بغیر چلی گئی۔ کیپٹن شاہ نواز کیپٹن علی کا بہت گہرا دوست اور کومیٹ ہے وہ اپنے دوست کی بہن کی شادی اٹینڈ کرنے اسلام آباد آئے ہوئے تھے کہ آتے ساتھ ہی یہ واقع رونما ہو گیا کیپٹن شاہ نواز سر جھٹک کر اوپر کی جانب بڑھ گئے جہاں انکے رہنے کا انتظام کیا گیا تھا۔ کیپٹن شاہ نواز ابھی روم میں آئے ہی تھے کہ کیپٹن علی چائے کے لوازمات کے ساتھ آ گئے۔ کیپٹن علی نے اپنے گھر والوں کا تفصیل کیساتھ تعارف کروایا کہ کیپٹن شاہ نواز کے ذہن میں فوراً خوبصورت نک چڑی لڑکی کا تصور ابھرا ہی تھا کہ کیپٹن علی نے اس گھر کی لاڈلی شانزے کا تعارف کروایا اور ساتھ ہی تنبیہ کی کہ اس کے ساتھ پنگا نہ لینا جنگلی بلی ہے یہ۔ کہتے ساتھ دونوں کے بلند قہقے کمرے میں گونجے اور باہر کھڑی چاندنی کے

تن بدن میں آگ لگ گئی کہ دیکھنا اب کیا حشر کرتی ان دونوں کا جو میرا مذاق بنا رہے ہیں خیر نہیں اب یہ بچ کر دیکھائیں میرے ہاتھوں سے یہ کہتے ساتھ نیچے کی طرف مڑی اور سیڑھیاں اتر گئی۔

----------------*------**

آج گھر میں ابٹن کا دن تھا اور میجر ریحان ابھی تک گھر نہیں پہنچے تھے۔لاریب پہلے جوڑے اور پھولوں کے زیورات زیب تن کیے کب سے کھڑکی میں کھڑی میجر ریحان کا انتظار کر رہی تھی کہ شانزے غصے سے لال پیلا چہرہ لئے کمرے میں داخل ہوئی اور دھپ سے بیڈ پر بیٹھ گئی اور لاریب کی طرف دیکھ کر مبہوت رہ گئی کہ لاریب بہت حسین لگ رہی تھی۔شانزے نے لاریب کی طرف دیکھ کر ہونٹ سکڑے اور بولی۔۔۔

"اوہو آج تو ریحان بھائی کی خیر نہیں ہے آج ہی بولے گے کہ نکاح کر دو لاریب نہیں رہا جاتا تمہارے بغیر۔۔۔"اور ہنسنے لگ گئی جبکہ لاریب شرم سے لال چہرہ لئے بولی۔۔۔

"چاندنی شرم کرو جب تمہاری باری آئے گی نہ تب پوچھوں گی کہ اپنی محبت کو پانے کا کیا جنون اور سکون ہوتا ہے۔"ساتھ ہی باہر میجر ریحان کی آمد کا شور اُٹھ گیا اور ایک سکون سا اندر پھیل گیا۔

لاریب نے آسمان کی جانب دیکھا اور اللہ کی ذات اقدس کا شکر بجالائی کہ اللہ نے اُسکی دعاؤں کا ثمر اُسکو عطا کر دیا۔اور آج وہ اللہ تعالیٰ کے حضور شکر بجالائی۔

----------------*------**

میجر ریحان نے سب سے پہلے بی جان کو سلام کیا پیار لیا اور ماں کے گلے لگ گئے۔ ابراہیم نے آنکھیں سکیڑ کر بیٹے کی جانب دیکھا اور بولے باپ سے تو پیار ہی نہیں ہے ریحان علی مسکراتے ہوئے آگے بڑھے اور اپنی باہوں میں بابا جان کو سمیٹا اور گلے لگایا۔ ابراہیم کو اپنے بیٹے پر ناز ہوا اور زور سے گلے لگایا اور دعاؤں سے نوازا اور مسکراتے ہوئے ریحان کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور بولے جائے جلدی سے تیار ہو جاؤ فنکشن کا وقت ہو رہا ہے آج لاریب اور ریحان، سارم اور فاطمہ کا بھی ابٹن فنکشن تھا۔

گھر کے چاروں طرف خوشیاں ہی خوشیاں رقص کر رہی تھی۔ ریحان اوپر کمرے میں تیار ہونے گئے اور بے چینی سے ادھر اُدھر دیکھا پتہ نہیں وہ دل رُبا کہا چھپ بیٹھی تھیں۔ ریحان نے اپنے کمرے کے چاروں طرف غور سے دیکھا اور باساختہ مسکرا اُٹھے کیونکہ کمرے کے ہر کونے میں لاریب اور ریحان کی یادیں اور پسندیدہ چیزیں رکھی ہوئی تھیں۔ ریحان علی نے بھی ٹھان لی کہ آج جو کچھ بھی ہو جائے لاریب کو سب سے پہلے وہ ہی دیکھیں گے۔ یہی سوچ ہوئے تیار ہونے لگے۔ میجر ریحان نے سفید شلوار سوٹ پر براؤن شال لی ہوئی تھی۔ چپکے سے وہ چھت والی سیڑھیاں چڑھ کر لاریب کے کمرے کی طرف جانے لگے کہ چاندنی دھپ سے بوتل کے جن کی طرح حاضر ہو گئی۔۔۔

"ریحان بھائی کدھر جا رہے ہو آپ کا کمرہ تو اُدھر ہے۔" ریحان علی نے گھور کر چاندنی کو دیکھا مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی آخر کار ریحان علی کو اپنہ ہمراز بنانا پڑا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ بھی تو نہ تھا۔ ساتھ چاندنی نے اچھی خاصی بھاری رقم وصول کی اور لاریب کے کمرے کے باہر پہرہ کے فرائض سرانجام دینے لگ گئی۔ میجر ریحان چپکے سے کمرے میں داخل ہوئے اور پیچھے سے جا کر لاریب کو گلے سے لگا لیا۔ لاریب کے حواس خطاء ہو گئے ڈر اور شرم کے مارے اُسکے ہاتھ پاؤں کانپنے لگ گئے اور دل اتنی شدت سے دھڑک رہا تھا جیسے ابھی باہر نکل آئے گا ہکلاتے ہوئے بولی۔۔۔

"آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟ بی جان یا کسی نے دیکھ لیا تو کیا سوچیں گے۔" میجر ریحان شرم سے سُرخ اور لال پڑتی لاریب کو آنکھوں کے ذریعے دل میں اس کے ہر نقش کو محفوظ کر رہے تھے کہ لاریب نے دونوں ہاتھ میجر ریحان کے آگے لہرائے۔۔۔

"ریحان کیا ہوا آپ ایسے کیوں دیکھ رہے ہیں۔؟" میجر ریحان نے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور آہستہ سے لاریب کے ماتھے پر مہر ثبت کی اور لاریب کی روح تک سرشار ہو گئی ابھی ریحان کچھ بولنے ہی والے تھے کہ باہر سے شور کی آواز آئی ساتھی ہی چاندنی کی بھی۔۔۔

"آ جاؤ سب ادھر آ رہے ہیں۔" ریحان لاریب کو آنکھوں میں سموتے ہوئے باہر کی جانب بڑھ گئے جبکہ لاریب شرم سے سُرخ چہرے کے ساتھ بیڈ پر بیٹھ گئی۔ چاندنی اندر آئی اور لاریب کے چہرے پر معصومیت اور حیا کو دیکھ کر انکی خوشیوں کی دائمی دعا اور نظر نہ لگنے کی دعا کی۔

**------*------------*-----*

چاندنی تیار ہو کر نیچے آئی تو سامنے نظر کیپٹن شاہ نواز پر پڑھی خوب صورت وجیہہ لمبا چوڑا اور منظور نظر کہ جسکو دیکھے وہ دیوانہ ہو جائے۔ لیکن چاندنی کو تو بدلہ لینا تھا اپنے مذاق اُڑانے کا اور اسی عظم کے ساتھ اُس نے لڈو میں تیز ہر مرچ ڈال کر بوندی کے لڈو بنائے اور اپنے ساتھ نوخیز، منہا اور رحما کو شامل کر لیا اور پانی غائب کر دیا تھال کو سجا کر لان میں آ گئی سارم بھائی سفید شلوار سوٹ اور بلیک شال کاندھوں پر ڈالے بہت وجیہہ اور خوبصورت لگ رہے تھے ساری خابصورتی تو ولی خاندان پر جیسے ختم تھی۔ فاطمہ بھابھی جو کہ پیلے جوڑے اور آرشی گلابی دوپٹہ سے گھونگھٹ اوڑھے بہت ہی پیاری لگ رہی تھی کہ اُبٹن کی رسم شروع ہوئی کیپٹن شاہ نواز نے غور سے سامنے کھلے لمبے بالوں اور انتہا کی معصومیت لیے سب کزنز کے درمیان بیٹھی ڈھولک بجاتی ہوئی شانزے کو دیکھ رہے تھے کہ کسی کی نظروں کی تپش اپنے چہرے پر محسوس کر کے ادھر اُدھر دیکھا اور سامنے بیٹھے شاہ نواز کو دیکھ کر بُرا سا منہ بنایا۔ کہ کیپٹن شاہ نواز کی ہنسی نکل گئی اور چاندنی نے بدلہ لینے کا ارادہ پکا کر لیا۔ جیسے ہی ابٹن کی رسم کے لئے لاریب کو نیچے لایا گیا تو میجر ریحان نے پر جوش

استقبال کیا اور سٹیج پر کھڑے ہو کر اپنا ہاتھ آگے بڑھایا اور لاریب کا ہاتھ تھام کر سٹیج پر لاریب کے ساتھ بیٹھ گئے۔ سٹیج کے ایک طرف سارم اور فاطمہ اور دوسری طرف لاریب اور ریحان علی کو بٹھایا گیا۔ رسم کو باقاعدہ طور پر شروع کیا گیا۔ بی جان اور چاندنی نے ابٹن لگایا اور پھر اپنی ٹیم کے ساتھ شاہ نواز اور ساتھ بیٹھے کیپٹن علی کو لڈو دیئے بہت شوق سے لڈو اُٹھا کر جیسے ہی شاہ نواز نے منہ میں رکھے آنکھوں سے پانی اور کانوں سے دھواں نکلنے لگا پانی کی تلاش میں ادھر اُدھر نظر گھمائی پر کچھ نظر نہ آیا۔ بے چارگی کے ساتھ کیپٹن علی کی طرف دیکھا اور چاندنی کی طرف جو شاہ نواز کی اس حالت پر بہت زیادہ ہنس رہی تھی کہ اُس کو شاہ نواز کی حالت پر رحم اور کچھ بی جان کی ڈانٹ سے بچنے کیلئے پانی پیش کیا جسے گھورتے ہوئے کیپٹن شاہ نواز نے پی لیا لیکن ساتھ ہی کیپٹن شاہ نواز کو چھینکیں شروع ہو گی۔ چاندنی کو اپنی اس حرکت پر افسوس ہوا اور جلدی سے شاہ نواز کو میٹھی لا کر دی تا کہ چھینکیں رک جائیں۔

**______*___________*_____*

چاندنی میٹھی دیکر بھاگ گئی تا کہ بی جان سے ڈانٹ نہ پڑ جائے سب کے سامنے فنکشن کے بعد سب تھک ہار کر سونے کے لئے چلے گئے جبکہ چاندنی چائے بنانے کچن کی طرف گئی کیونکہ اس وقت شدت کے ساتھ چائے کی طلب محسوس ہو رہی تھی۔ ابھی چائے بنانے ہی لگی تھی کہ پیچھے سے شاہ نواز کی بھاری آواز گونجی۔ چاندنی ایک دم آواز سے ڈر گئی اور گرم دودھ ہاتھ پر گر گیا ہلکی

سی چیخ کیساتھ چاندنی نے ہاتھ کو پکڑا کہ شاہ نواز جلدی سے آگے بڑھ کر چاندنی کے دونوں ہاتھوں کو تھاما اور بولے۔۔۔

"دیکھائیں زیادہ تو نہیں جل گیا کہیں ؟"اور ساتھ ہی فسٹ ایڈ سے برنال نکال کر چاندنی کے ہاتھوں پر لگائی اور اُسکو چیئر پر بیٹھا کر چائے خود بنانے لگ گئے اور چاندنی نے شرمندگی سے سر جھکا لیا اور آج کے واقعے پر شرمندگی کے عالم میں کیپٹن شاہ نواز سے سوری بولی۔ شاہ نواز ہلکا سا مسکرائے کہ اس لڑکی کا ہر روپ ہی منفرد اور نرالا ہے۔ دل کی بغاوت سمجھ آگئی تھی کہ یہ شوخ اور چنچل لڑکی دِل کو بھا گئی ہے۔ اور دل کے کسی اونچے مسند پر آکر براجمان ہو گئی ہے۔ کیپٹن شاہ نواز نے پیار سے چاندنی کی طرف دیکھا اور بولے ایک شرط پر۔۔۔

"آج کی چائے چاندنی کے ساتھ چاندنی کی روشنی میں پیئں گئے۔" چاندنی نے حیرانی سے کیپٹن شاہ نواز کو دیکھا اور یہ آواز جانی پہچانی سی لگ رہی تھی۔ پھر کچھ سوچتے ہوئے حامی بھر لی اور چھت کی جانب چل پڑی۔

**______*____________*_____*

کیپٹن شاہ نواز بھی چاندنی کے پیچھے چل پڑے۔ دونوں نے خوشگوار سے ماحول میں چائے پی اور بہت سی باتیں اپنے بارے میں کی اس طرح چاندنی کو پتہ چلا کہ جس کیپٹن شاہ نواز کی لائیو سن

کر اُسکی آواز کی دیوانی ہو گئی تھی آج وہ اُس کے سامنے بر جمان تھا۔چاندنی نے کیپٹن شاہ نواز سے درخواست کی کہ وہ اُس کو غزل سُنائیں جو کہ اکثر وہ اپنی لائیو میں سُناتے ہیں۔

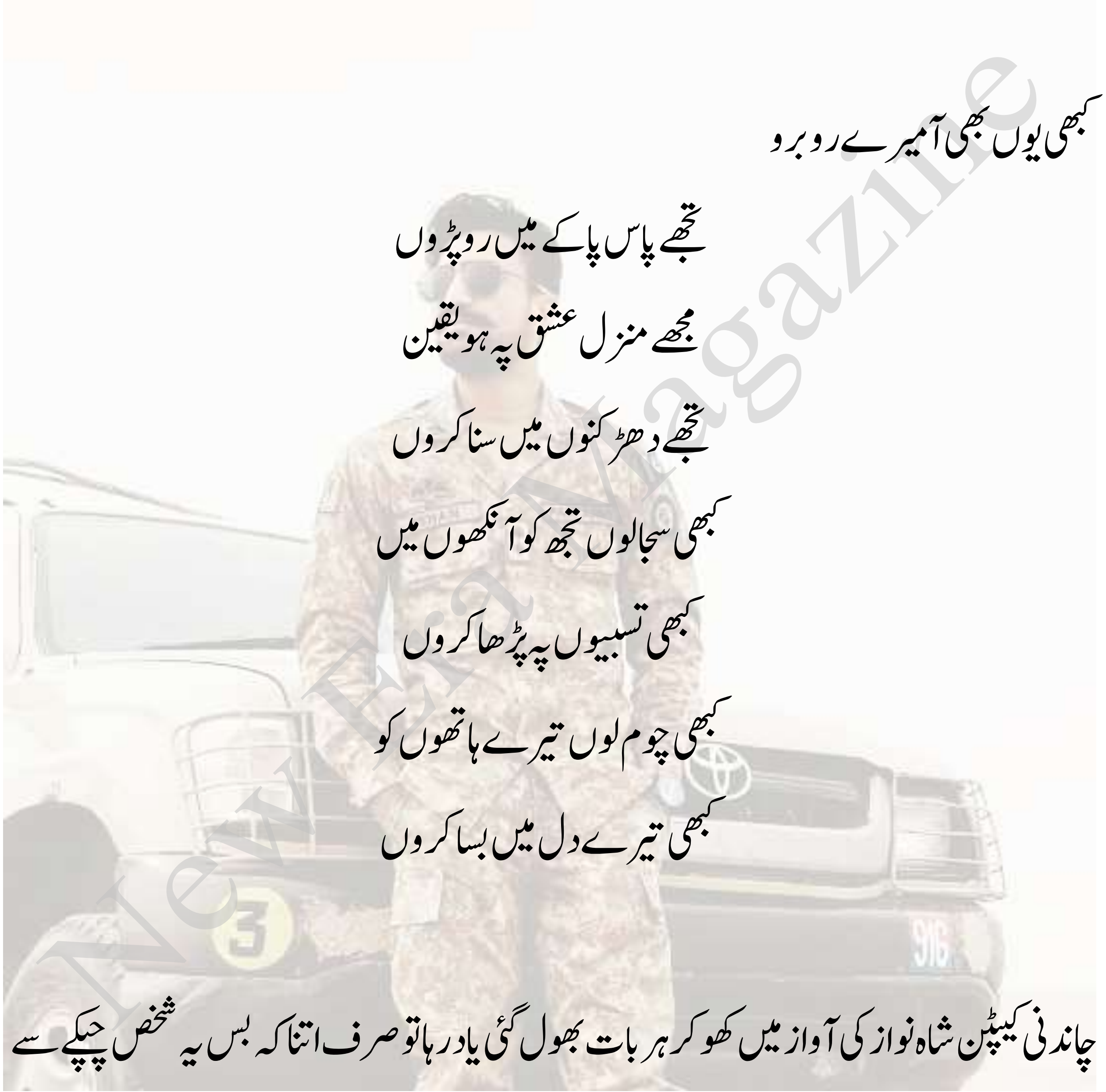

کبھی یوں بھی آ میرے روبرو

تجھے پاس پا کے میں رو پڑوں

مجھے منزلِ عشق پہ ہو یقین

تجھے دھڑکنوں میں سنا کروں

کبھی سجالوں تجھ کو آنکھوں میں

کبھی تسبیوں پہ پڑھا کروں

کبھی چوم لوں تیرے ہاتھوں کو

کبھی تیرے دل میں بسا کروں

چاندنی کیپٹن شاہ نواز کی آواز میں کھو کر ہر بات بھول گئی یاد رہا تو صرف اتنا کہ بس یہ شخص چپکے سے دل میں ہے آبسا۔چاند بھی ان دونوں کی محبت پر مسکرا رہا تھا۔اور ان کی دائمی کی خوشیوں کی دعا کر رہا تھا۔

New Era Magazine

*_____*___________*______**

کیپٹن علی مارکیٹ سے کچھ سامان لانے کیلیئے جارہے تھے کہ راستے میں ایک حواس باختہ لڑکی کو دیکھ کر گاڑی روک دی اور اُس کی مدد کی غرض سے پوچھا۔۔

"مس کوئی مسلہ ہے آپکو میں کوئی مدد کر سکتا ہوں آپکی۔۔؟" ابیہہ نے غور سے اس لمبے چوڑے وجیہہ شخص کو دیکھا جو حالت سے کافی اچھے خاندان کا لگ رہا تھا۔

"دیکھیں آپ مجھے غلط مت سمجھیں میں آج ہی یہاں اس شہر میں آئی ہوں اور میرا بیگ چوری ہو گیا ہے اور اب میں گھر کیسے جاؤں؟" کیپٹن علی نے غور سے اس لڑکی کو دیکھا جس کی جھیل سے گہری آنکھیں جو کہ آنسوؤں سے بھری کٹورے کی مانند لگ رہی تھی اور لمبی گھنیری پلکیں جھپک جھپک کر آنسوں کو روکنے کی ناکام کوشش کر رہی تھی۔ کیپٹن علی نے اتنا مکمل حسن اور معصومیت آج تک نہ دیکھی تھی۔ بہت مشکل سے اپنے حواس کو یکجا کیا اور اس کے چہرے سے نظر ہٹائی مگر اُس کے گال کا تل اور ناک میں خوبصورت سی نتھلی میں کیپٹن علی کا دل اٹک گیا۔ کیپٹن علی کا دل تھوڑا سا وقت اور اُسکے ساتھ گزارنے کا ہوا فوراً اسکے گھر کا ایڈریس پوچھا اور ایڈریس سنتے ہی بڑی جاندار مسکراہٹ چہرے پر پھیل گئی کیونکہ اس حسینہ کا گھر بلکل علی کے گھر کے ساتھ تھا اور یہ لوگ ان کے ہمسایہ میں آئے تھے علی نے مخاطب کرتے ہوئے پوچھا۔۔۔

New Era Magazine

"مس یہ میرے گھر کیساتھ ہے آجائیں آپکو ڈراپ کر دیتا ہوں۔۔۔" ابیہہ نے مشکور نگاہوں سے اس وجیہہ سے انسان کو دیکھا اور ساتھ ہی اسکی گاڑی میں بیٹھ گئی۔ کیپٹن علی نے ہچکچاتے ہوئے انکا نام پوچھا ابیہہ نے اپنا تعارف کروایا۔ "میرا نام ابیہہ ناز ہے۔اور میں نے

M.sc clinical Psychology

میں ڈپلومہ کیا ہے۔

ابھی یہاں ٹرانسفر ہوا ہے اور یہاں ہم شفٹ ہوئے ہیں۔

**______*___________*_____*

اور اب کیپٹن علی کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا کہ اب وہ اپنا تعارف کروائیں۔ کیپٹن علی نے اُسکی نظروں کا مطلب سمجھتے ہوئے مسکرا کر اپنا تعارف کروایا۔

"میرا نام کیپٹن علی ہے میں پاکستان آرمی میں ہوں اور ملک و قوم کی خدمت کا جذبہ دل میں رکھتا ہوں اور خواہش ہے کہ شہادت ملے اور شہادت کا جذبہ رکھتا ہوں۔" ابیہہ اس کی ساری باتیں سُن کر بہت امپریس ہوئی کیپٹن علی نے گاڑی روکی کہ مس ابیہہ گھر آگیا ہے۔ابیہہ نے گاڑی سے اتر کر علی کا شکریہ ادا کیا اور اپنے گھر کی طرف چل دی۔ علی نے جاتے ہوئے دیکھا اور جب تک گھر کے اندر چلی نہ گئی وہیں کھڑے رہے کیپٹن علی سیٹی بجاتے ہوئے گھر میں داخل ہو گئے اور سیدھا

بی جان کے پاس چلا گیا کہ نئے ہمسایہ کو شادی پر مدعو کیا جائے کیونکہ وہ چاہتا تھا کہ ابیہہ کو اپنے گھر دیکھے پتہ نہیں اسکا چہرہ آنکھوں سے دور جا ہی نہیں رہا تھا۔

----------------*------**

آج مہندی کا فنکشن تھا۔ صبح سے ہی گھر میں افرا تفری کا سماں تھا۔بی جان نے پھولوں کے گجرے گیندے کے پھول منگوا لیے تھے۔ مٹھائی کے تھال سجا لیے گئے تھے۔دوسرے شہروں کے مہمان بھی آہستہ آہستہ پہنچنا شروع ہو گئے تھے انکے رہنے کا انتظام کیا جا چکا تھا۔

چاندنی بے قرار سی شاہ نواز کو دیکھنے کے لئے بے چین تھی۔ جانے کب دل کے سب سے اونچے مسند پر آ کر براجمان ہو چکا تھا۔دل ایک پل کے لئے بھی غافل نہ ہوا۔شاہ نواز کے ساتھ گزارا ہوا ایک ایک پل ساری زندگی کا حاصل لگ رہا تھا۔چاندنی نے چائے کا کپ اُٹھایا اور بی جان کے پاس چلی گئی۔بی جان نے چاندنی کو پیار سے دیکھا اور اپنے پاس بیٹھا کر بوسہ دیا کیونکہ چاندنی میں سے صائقہ کے لمس کی خوشبو آتی تھی۔

چاندنی نے بی جان کی طرف پیار بھری نظروں سے دیکھا کہ ماں کا چہرہ تو یاد بھی نہیں ہے کیونکہ بی جان ہی اُسکا سب کچھ تھیں۔

ابیہہ بہت نرم مزاج اور سلجھی ہوئی لڑکی تھی۔آجکل کی لڑکیوں سے بہت مختلف شوخ چنچل اور حساس بھی اپنی حدود کو سمجھنے والی۔ابیہہ لان میں چائے سرو کر رہی تھی کہ ایک سوبر سی عمر رسید

عورت گھر میں داخل ہوئی تو ابیہہ نے فوراً قدم اُنکی طرف بڑھائے کہ اُن کو اندر لے کر آؤں جیسے ہی وہ اُن تک پہنچی پیچھے کھڑے کیپٹن علی کو دیکھ کر اپنا دوپٹہ سر پر ٹھیک کیا۔ پر تپاک اور پر جوش طریقے سے بی جان کو اندر لائی اور بابا جان اور ماما سے کیپٹن علی کا تعارف کروایا۔ کہ اس دن انہوں نے میری مدد کی تھی۔ بی جان نے بہت پیار کے ساتھ اپنے گھر آج مہندی کے فنکشن پر انوائٹ کیا تو ابیہہ بی جان کی اتنی مہمان نوازی پر بہت خوش ہوئی اور کچن میں چائے کا انتظام کرنے چلی گئی کیپٹن علی کی نگاہوں نے دور تک ابیہہ کا پیچھا کیا۔

ابیہہ گنگناتی ہوئی کچن میں ٹیبل سیٹ کر رہی تھی کہ پیچھے سے علی کی آواز پر ابیہہ کو سانپ سونگھ گیا۔

"آپ یہاں۔۔۔؟"

"جی واش روم کہاں ہے پلیز رہنمائی کریں گی۔۔۔؟" ابیہہ نے دوپٹہ سر پر سیٹ کیا اور واش روم کیطرف رہنمائی کی۔ ابیہہ جلدی سے کچن میں چلی گئی لمبے بال کمر سے نیچے تک پھیلے دوپٹہ سے باہر ایک نیا سا نظارہ پیش کر رہے تھے۔ علی مبہوت سا ابیہہ کو جاتے ہوئے دیکھ رہا تھا۔

ابیہہ نے ٹیبل پر چائے اور لوازمات رکھے اور بی جان کو چائے پیش کی۔ بی جان بہت جہاندیدہ اور سمجھدار خاتون تھی علی کی نظروں کا تعاقب سمجھ رہی تھی اُس کی پسندیدگی آنکھوں سے جھلک رہی

تھی۔بی جان انوائٹ کر کے گھر جانے کیلیئے اٹھی تو علی نے بی جان کو سہارا دیا اور تاکید کرتے ہوئے گھر آگئی۔

**______*____________*_____*

"ابیہہ جلدی سے تیار ہو جاؤ۔۔"

"اپیا دیکھو کتنا پیارا گھر سجایا ہوا ہے محل کی طرح لگ رہا ہے۔اپیا آجاؤ اب کتنی دیر لگاؤ گی۔"ابیہہ جلدی سے باہر آئی اور نیہا نے دیکھ کر سیٹی بجانے والے انداز میں ہونٹ سکیڑے

"واہ اپیا

you look stunning today

آج تو خیر نہیں ہے دیکھنے والوں کی۔"

"نیہا کی بچی بتاؤ کیسی لگ رہی ہوں۔"بلیک سوٹ بڑے بڑے گولڈن جھمکے ریڈ لیپسٹک لگائے بڑی بڑی گہری جھیل سی آنکھوں کو جھپکتے ہوئے کوئی حور لگ رہی تھی۔ماما،بابا،نیہا،ابیہہ تحفے تحائف لیکر ولی ہاؤس پہنچے۔جیسے ہی ابیہہ نے گھر کے اندر قدم رکھا سامنے کھڑے علی کی نظر سب سے پہلے ابیہہ پر پڑی۔علی تو پلکیں جھپکنا بھول گیا اتنا مکمل حسن اور معصومیت آج سے پہلے کبھی نہیں دیکھی تھی۔کسی کی نظروں کا ارتکاز محسوس کر کے جیسے ہی ابیہہ نے سامنے دیکھا تو علی کو اپنی

New Era Magazine

طرف دیکھتا پا کر فوراً گھبرا کر نظریں جھکالی۔ علی نے خود کو بہت مشکل سے قابو کیا دل تو قابو سے باہر ہو گیا تھا۔ بی جان نے پر جوش طریقے سے استقبال کیا اور سب گھر والوں سے تعارف کروایا۔

----------------*------**

مہندی کا فنکشن شروع ہوا۔ اور چاندنی لہنگا اور چولی پہنے شوخ چنچل سی شرارتیں کرتی ہوئی شاہ نواز کے دل کے جلترنگ بجا رہی تھی۔ آج ہر کسی کے دل کا موسم بہت سی سہانا ہوا تھا۔ لاریب اور میجر ریحان ایک دوسرے کا ساتھ پا کر مطمئن اور پر سکون تھے۔ وہاں علی ابیہہ کو اپنی نظروں کے حصار میں لئے ہوا تھا۔ اور ابیہہ کنفیوژ سی اور شرمائی سی مہندی کا فنکشن انجوائے کر رہی تھی۔ ماما اور بابا گھر جا رہے تھے ابیہہ بھی جانے کیلئے اُٹھی اور بی جان کی اجازت لینے کیلئے گئے کہ ساتھ ہی چاندنی آگئی۔۔۔

"ابیہہ آپی ابھی تو فنکشن شروع ہوا ہے آپ اور نیہا رک جائیں۔۔"

"نیہا کا کل پیپر ہے اُس نے صبح جانا ہے۔" بی جان نے بڑے پیار سے ابیہہ کو روکا تو مسز فاروق منع نہ کر سکی اور ابیہہ کو رکنے کا بول کر خود گھر چلے گئے۔ ابیہہ بی جان کے پاس بیٹھ گئی۔ اور مہندی، ڈانس ہنسی مذاق کرتے سب پاس بیٹھ گئے اور ابیہہ نے خود کو اجنبی نہ سمجھا۔ علی ابیہہ کے ساتھ آ کر بیٹھ گیا اور ایک سیلفی بنالی ابیہہ دیکھتی رہ گئی۔ علی مسکراتا ہوا پاس سے گزر گیا بارہ بج رہے تھے ابیہہ جانے کیلئے اُٹھی تو ابیہہ کو چھوڑنے کیلئے علی کو آواز دی کہ گھر چھوڑ آؤ۔

New Era Magazine

"بی جان میں خود چلی جاؤں گی یہ پاس ہی تو گھر ہے۔"

"نہیں بیٹا تم عزت ہو ہماری۔۔"ابیہہ نے دوپٹہ ٹھیک کیا اور علی کے ہمراہ چل پڑی۔

*____*___________*______**

بڑی مشکل سے علی نے تمہید باندھی کہ اور وہ بولا۔۔۔

"آپ مجھے بہت اچھی لگتی ہیں۔۔۔"ایک بار دیکھنے سے ہی وہ اُس پر مرمٹا تھا۔یہ نہیں تھا کہ اُس کی لائف میں لڑکیاں نہیں آئی تھی پر جو آپ کو دیکھ کر محسوس ہوا کبھی نہیں ہوا۔دل نے آپکو دل کی سب سے اُونچی مسند پر بیٹھا لیا ہے۔

پیار ہو گیا ہے تم سے جاناں

خود سے زیادہ، حد سے زیادہ

سب سے زیادہ

کہتے ہی ابیہہ کے دونوں ہاتھوں کو تھام لیا اور اظہار محبت کر دیا۔

مجھے تم سے محبت ہے۔

تیری آنکھوں کے جادو سے

تیری دلکش اداؤں سے،

تیری قاتل جفاؤں سے

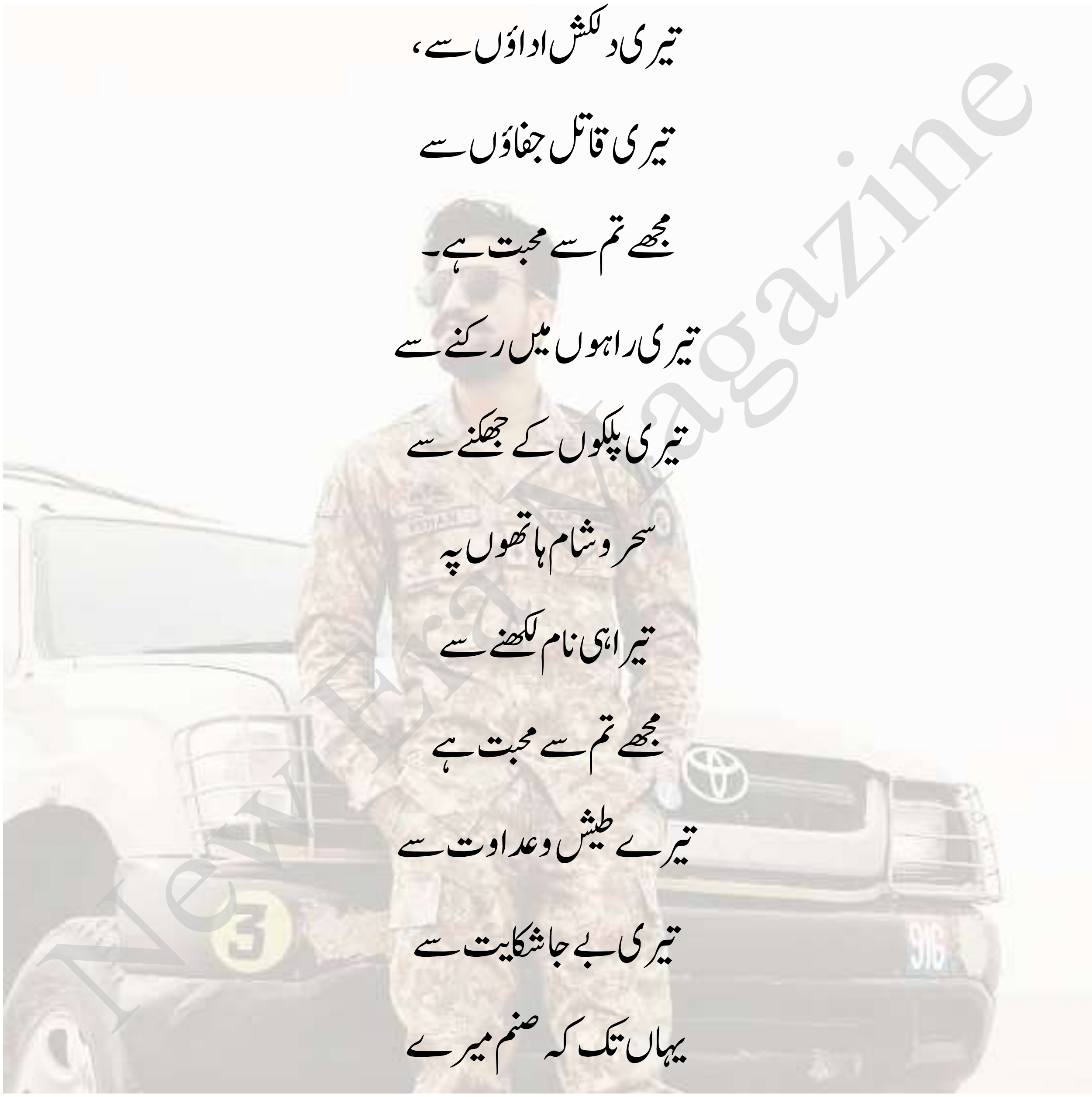

مجھے تم سے محبت ہے۔

تیری راہوں میں رکنے سے

تیری پلکوں کے جھکنے سے

سحر و شام ہاتھوں پہ

تیرا ہی نام لکھنے سے

مجھے تم سے محبت ہے

تیرے طیش و عداوت سے

تیری بے جا شکایت سے

یہاں تک کہ صنم میرے

تیری ہر اک عادت سے

مجھے تم سے محبت ہے

New Era Magazine

تیرے قدموں کی آہٹ سے

تیری ہر مسکراہٹ سے

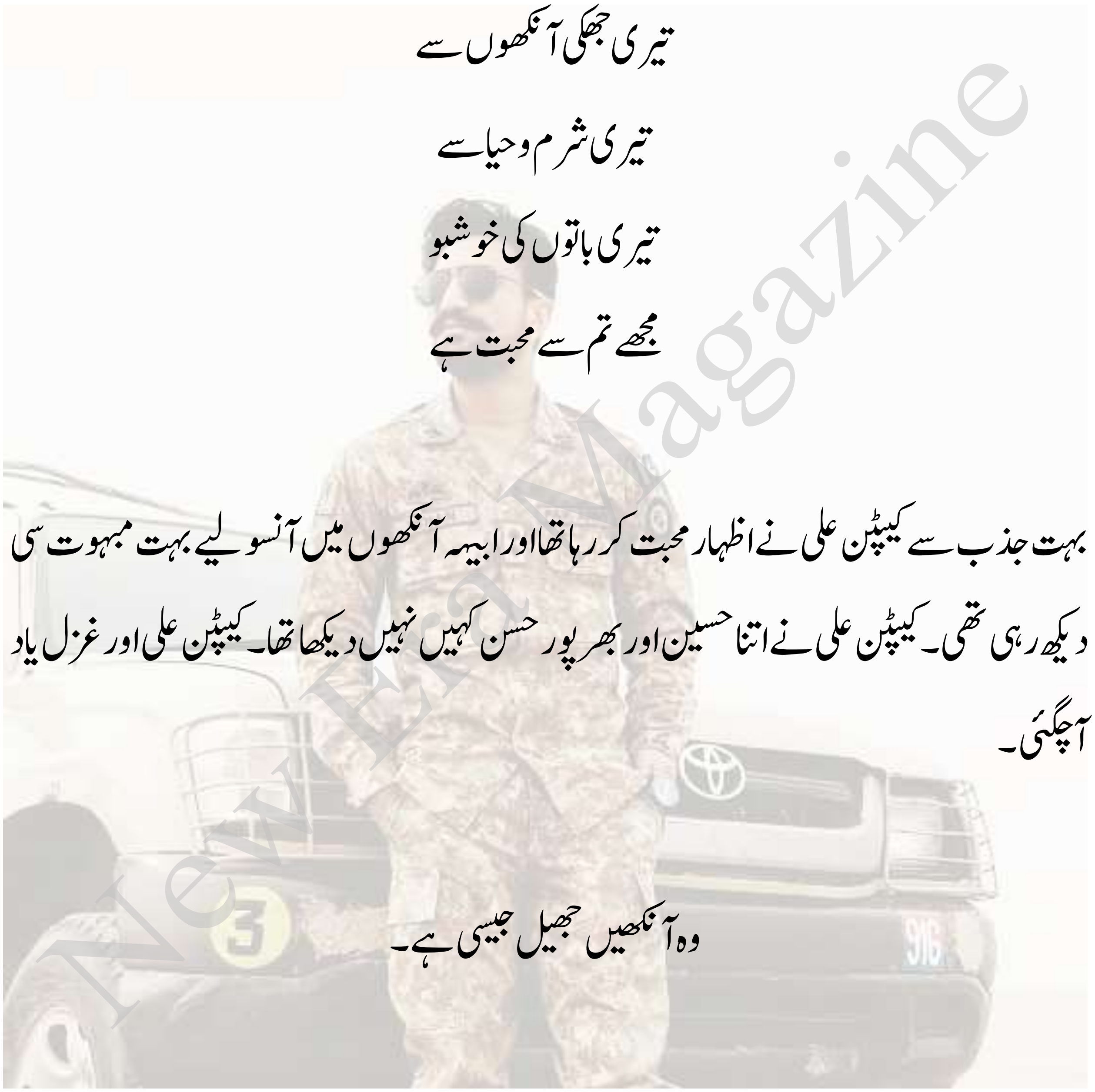

تیری جھکی آنکھوں سے

تیری شرم و حیا سے

تیری باتوں کی خوشبو

مجھے تم سے محبت ہے

بہت جذب سے کیپٹن علی نے اظہار محبت کر رہا تھا اور ابیہہ آنکھوں میں آنسو لیے بہت مبہوت سی دیکھ رہی تھی۔ کیپٹن علی نے اتنا حسین اور بھرپور حسن کہیں نہیں دیکھا تھا۔ کیپٹن علی اور غزل یاد آچکی۔

وہ آنکھیں جھیل جیسی ہے۔

ابیہہ اتنے مبہوت ہو کر علی کو دیکھ رہی تھی کہ علی کا دل تھا کہ وہ آج ہی ابیہہ کو اپنے پاس اپنی زندگی میں لے آئے علی نے ابیہہ کو متوجہ کرنے کیلئے کھنکارہ ابیہہ اِک دم ہوش میں آئی اور

New Era Magazine

کوئی جواب دیئے بغیر اندر کیطرف بھاگ گئی۔اور علی بھرپور سی مسکراہٹ لیے واپس گھر کی طرف لوٹ آیا کہ ابیہہ کو کیسے اپنے گھر اپنی دلھن بنا کر لائے۔

-----------------*------**

آج بارات کا فنکشن تھا اور سب تیار ہو کر ہال پہنچ گئے تھے۔چاندنی نے اورنج پنک کنٹراسٹ کا فراک پہنا ہوا تھا اور کسی شہزادی سے کم نہ لگ رہی تھی میجر شاہ نواز بہت دل سے چاندنی کا ایک ایک نقش اپنے دل میں اُتار رہے تھے کہ ابھی بارات کا فنکشن پورا نہ ہوا تھا کہ کیپٹن علی اور شاہ نواز کو ایمرجنسی کال آ گئی تھی کہ فوری طور پر یونٹ پہنچے کیپٹن علی جلدی سے ابیہہ کے پاس آئے جو کہ پنک گرے شلوار سوٹ میں اس کے دل کے تار چھیڑ رہی تھی اور پاس آ کر بولے۔۔۔

"ابیہہ آپ میرے دل کا وہ سکون ہو جو کہ مجھے آپ سے مل کر ہوا ہے میں آپ کے جواب کا منتظر رہوں گا۔" ساتھ ہی ایک پیپر ابیہہ کی طرف بڑھایا اور بی جان کی طرف مڑ گیا کہ بی جان کو دل کی بات بھی بتانی ہے اور اپنی امانت کی حفاظت کا بھی خیال رکھنے کو بولنا تھا۔

-----------------*------**

کیپٹن علی اور میجر شاہ نواز فنکشن کے ختم ہوتے ہی لاریب اور ریحان کو صدا خوش رہنے اور دائمی ساتھ کی دعائیں دیتے پیکنگ کرنے کیلئے اپنے کمروں کی طرف روانہ ہو گئے جیسے ہی شاہ نواز نے کمرے سے باہر دم رکھا چاندنی کو اپنے کمرے کے باہر حواس باختہ اور پریشان کھڑے پا کر جاندار

سے انداز میں مسکرائے اور اپنے واپس آنے اور اپنا بنانے کا یقین دلاتے ہوئے اسکی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے ایک پارسل چاندنی کو تھماتے ہوئے ماتھے پر مہر ثبت کرتے ہوئے بھرپور مسکراہٹ لان میں چلے گئے تاکہ سب کا شکریہ ادا کر سکے اور سب کی دعاؤں کے سائے میں واپسی کیلئے روانہ ہو گئے۔

**______*___________*_____*

میجر ریحان ساری رسموں سے فارغ ہو کر اپنے کمرے کی طرف روانہ ہوئے جہاں لاریب اپنے پورے حسن و جمال کیساتھ انکا لیے میری کیساتھ انتظار کر رہی تھی۔ میجر ریحان کمرے میں داخل ہوئے لاریب بیڈ پر بیٹھی شرمائی سی لجائی ہوئی ریحان کے پاس بیٹھنے پر سمٹ کر رہ گئی ریحان کو اپنی قسمت پر رشک آ رہا تھا کہ جسکو اپنا سب سے زیادہ مانا آج وہ باضابطہ طور پر اسکے نکاح میں تھی آج اُسکے پہلو میں بیٹھی خدا کی نعمت لگ رہی تھی۔ میجر ریحان نے بہت جذب کیساتھ اسکے ہاتھ تھامے اور اپنے دل کی کیفیت جو کبھی بیان نہ کر سکے بیان کر رہے تھے۔ میجر ریحان نے لاریب کے دونوں ہاتھوں میں کنگن پہنائے اور غزل گنگنائے۔

کبھی اس طرح میرے ہمسفر

سبھی چاہتیں میرے نام کر

New Era Magazine

اگر ہو سکے تو کبھی کہیں

میری دھڑکنوں میں قیام کر

شرمائی ہوئی لاریب نے محبت بھرا انداز میں دیکھا اور اپنے عہد و پیمان ریحان کے نام کئے۔ میجر ریحان نے بہت جذب کیساتھ لاریب کو گلے سے لگایا اور مہر ثبت کی۔ اور کھڑکی میں چاند بھی ان کے ملن پر سرشار سا دھمک رہا تھا اور وہ دونوں اپنے ملن پر نہال تھے۔

**______*____________*_____*

میجر شاہنواز یونٹ پہنچے حالات کی سنگینی کا اندازہ ہو گیا تھا غیر ملکی عناصر نے ملک کی ساکھ کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی تھی اور یہ چیز وہ کبھی بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اسی وجہ سے انہوں نے ایک مکمل پلان بنایا اور دشمن کو اسکے گھر گھس کر مارنے کا فیصلہ کیا۔ اس پلان میں انہوں نے تین دن لگانے مشن پر روانہ ہونے سے پہلے میجر شاہنواز نے اپنی ماں سے بات کی اور چاندنی کے گھر جا کر اپنانے کی خواہش ظاہر کی پھر چاندنی سے بات کرتے ہوئے بولا۔۔۔

"اگر زندگی نے ساتھ دیا تو وہ اسکو اپنانے ضرور آئے گا اور اگر نہ آسکے تو وہ اسکا خندہ پیشانی کیساتھ استقبال کرے گی۔" چاندنی نے آنکھوں میں آنسوں اور ہونٹوں پر مسکراہٹ لیے اللہ کے حوالے کر کے فون رکھ دیا۔

میجر شاہ نواز کو حالات کی سنگینی کا اندازہ تھا اس لئے انہوں نے سارا پلان بنایا اور شہادت کے جذبہ کیساتھ خیمے سے باہر آ گئے تاکہ جوانوں کی خوصلہ افزائی کی جائے۔ کیپٹن علی نے پلان 2 کے مطابق اپنی ساری تیاری مکمل کی اور آسمان کیطرف دیکھا جہاں چاند اپنی پوری آب وتاب کیساتھ چمک رہا تھا۔ دل میں پیار کا جذبہ لئے اور ابیہہ کے جواب کا منتظر تھا۔ دل میں تشنگی سی بڑھ رہی تھی اور سوچ رہا تھا کہ اگر مشن سے زندہ لوٹ آیا اور ابیہہ سے ملے گا۔ اور اگر شہادت کے رتبہ مل گیا تو اور کیا چاہیے تھا۔ انہی سوچوں میں گم تھا کہ میجر شاہ نواز نے کیپٹن علی کے کاندھے پر ہاتھ رکھا اور مسکرا کر میجر شاہ نواز کی طرف دیکھا اور بولا "ایسا کچھ نہیں ہے یار بس دل اداس ہے تمہارا منتظر ہے۔" میجر شاہ نواز خود اس مرحلے سے گزر رہے تھے جانتے تھے کہ کتنا دل سوز جذبہ ہے اور کتنا الفریب احساس ہے۔ پیار دل کا سکون، راحت، عقیدت، عشق اور مان ہوتا ہے چاہے جانے کا لطف ہی کچھ اور ہے انہی باتوں میں وہ چاندنی کے خیال میں کھو سے گئے کتنے کم دنوں میں وہ کتنی اپنی اپنی سی لگنے لگ گئی تھی دونوں نے اپنے اپنے خیالات کو جھٹکا اور مشن کا بیک اپ تیار کیا۔

**______*___________*_____*

ابیہہ کافی دنوں سے بے چین سی تھی کیپٹن علی نے جو لفافہ پکڑایا تھا وہ ابھی تک ویسے ہی پڑا ہوا تھا کھولنے کی ہمت نہیں ہو رہی تھی پھر بھی کچھ ہمت سمیٹ کر اس نے وہ لفافہ دراز سے نکالا اور کھڑکی میں آ کر کھڑی ہو گئی جہاں چاند پوری آب وتاب کیساتھ دھمک رہا تھا۔ آہستہ سے لفافہ کھولا

اور اس میں سے ایک کاغذ نکالا جس میں کیپٹن علی نے اپنے پیار کا اظہار بہت خوبصورت الفاظ میں کیا ہوا تھا۔

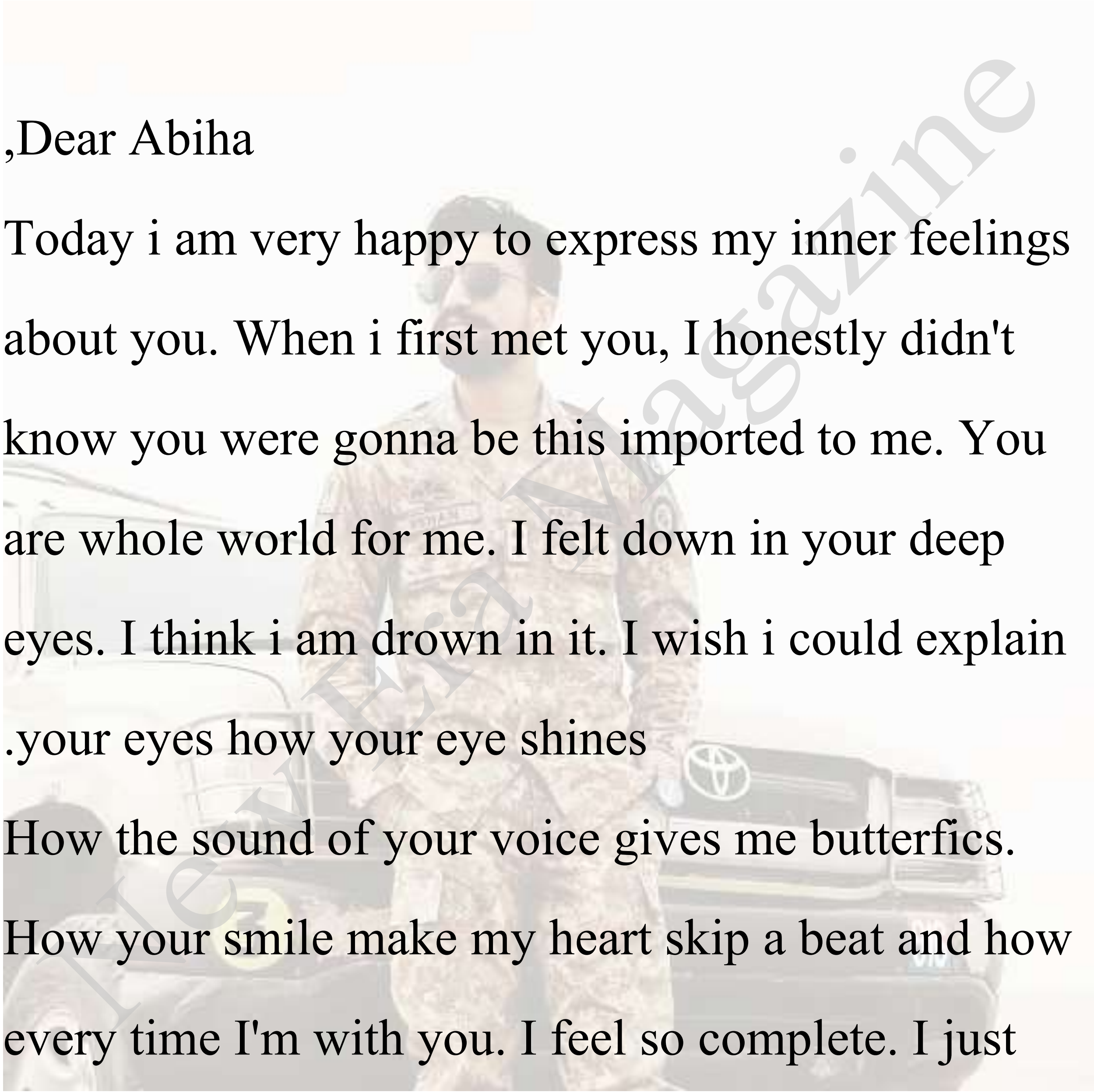
New Era Magazine

,Dear Abiha

Today i am very happy to express my inner feelings about you. When i first met you, I honestly didn't know you were gonna be this imported to me. You are whole world for me. I felt down in your deep eyes. I think i am drown in it. I wish i could explain .your eyes how your eye shines

How the sound of your voice gives me butterfics. How your smile make my heart skip a beat and how every time I'm with you. I feel so complete. I just want to say that’s all. All your flaws, mistake, smiles giggles, jokes, scaring everything, I just want to tell

you. You are changed my life, i am totally disable without you. Simply i want to say that my heart is .perfect because you are inside

I am waiting your answer if it is in yes then i .promise I am full fill your life with joys and love

Capt. Ali

New Era Magazine

ابیہہ نے بہت حیرت سے خط کو دیکھا کہ کوئی اتنی سی ملاقات میں بھی دیوانہ ہو سکتا ہے۔ابیہہ نے چاند کو دیکھا جو مسرور سا چمک رہا تھا اور چاندنی رات کی اس روشنی میں ابیہہ کو اپنا دل بیگانہ سا لگا جو صرف علی کیلیئے دھڑک رہا تھا۔

**______*___________*_____*

ایک خوبرو، خوش شکل، ملک کا محافظ، نرم دل خوش گفتار کسی بھی چیز کی کمی نہ تھی لیکن ابیہہ اسکو کیسے بتاتی کہ وہ اس کے قابل نہ تھی یہ نہ تھا کہ وہ خوبصورت، خوش شکل نہ تھی مگر وہ ڈرتی تھی کہ اسکا ماضی سب کچھ بہا کر نا لے جائے وہ اپنے ماضی کی اُس سیاہی سے ڈرتی تھی جس کی وجہ سے اسکا حال اور مستقبل بھی خطرے میں تھا۔

ابیہہ مسٹر اور مسز فاروق کی حقیقی بیٹی نہ تھی انہوں نے اُسے ایک پارک کے کونے سے اُٹھایا تھا جب وہ بمشکل ایک ماہ تھی انہوں نے بہت کوشش کی اسکے ماں باپ ڈھونڈنے کی مگر نہ ڈھونڈ پائے اور انہوں نے اسکو اپنا نام دے دیا۔اُسکے تو اصل ماں باپ کا بھی نہیں پتا تھا پتا نہیں کون تھے۔اس ڈر کی وجہ سے وہ کبھی آگے نہ بڑھ سکی تھی۔ یہ نہ تھا کہ ماما بابا نے اسے پیار محبت نہ دی تھی مگر مسٹر فاروق ایک بے اولاد جوڑا تھے اور نور تو کافی سال بعد پیدا ہوئی تھی۔ وہ بھی بہت پیاری بہن تھی کبھی محسوس ہی نہ ہونے دیا اگر وہ سیاہ دن اسکی زندگی میں نہ آیا ہوتا۔ابیہہ کی منگنی تھی ماما، بابا بہت خوش تھے کہ انکی بیٹی کو ایک اچھا گھر اور سلجھا ہوا انسان مل رہا تھا لیکن اسکا ماضی اسکے سامنے آکر کھڑا ہو گیا ایک طوفان آیا اور سب بہا کر لے گیا۔دور کے کسی رشتے دار نے فنکشن پر بول دیا کہ ابیہہ انکی حقیقی بیٹی نہیں تھی ایک ہنگامہ برپا ہو گیا۔اور ابیہہ کے سسرال والوں نے سب کے سامنے ماما بابا کو بہت بُرا بھلا اور حال سے بغیر کسی رسم کے چلے گئے یہ کہتے ہوئے کہ وہ کسی گندگی کو اپنے گھر کی بہو نہیں بنا سکتے آنسو بہت تیزی کیساتھ ابیہہ کے گالوں پر بہہ رہے تھے۔اور یہی سوچتے ہوئے لیٹر دوبارہ دراز میں رکھ کر اپنی زندگی میں اچھے کی امید لیے اللہ سے دعا گو ہو گئی کہ اللہ اُسکو صبر کا اجر ضرور دے گا انشاءاللہ۔

**______*____________*_____*

لاریب اور ریحان کی شادی کو دو مہینے گزر گئے تھے اور پتا بھی نہ چلا تھا۔5 دن بعد ریحان کی چھٹی ختم ہو جانی تھی سوچ سوچ کر لاریب کے آنسو رکنے کا نام نہیں لے رہے تھے

میجر ریحان جانتے تھے لیکن وہ چھٹی extend نہیں کروا سکتے تھے۔آج صبح سے لاریب کی طبیعت بہت بوجھل سی اور بے چین سی رنگت بھی پیلی سی وہ رہی تھی۔ریحان نے بہت پیار سے بیڈ پر لیٹی لاریب کو اُٹھایا۔لیکن لاریب کا دل نہیں تھا کہ وہ بیڈ سے اُٹھے موندھی آنکھوں کیساتھ اس نے کمبل سے منہ نکالا۔ریحان کو پریشانی ہوئی فوراً ماتھے پر ہاتھ رکھ کر ٹمپریچر چیک کیا لیکن ٹمپریچر نہیں تھا فوراً بی جان کے پاس گیا اور لاریب کی طبیعت کا بتایا بی جان پریشان سی کمرے میں داخل ہوئی اور لاریب کو دیکھا لاریب کے چہرے پر ایک عجیب سی روشنی دیکھ کر مسکرا اُٹھی اور ماہ ناز کو بولا کہ وہ لاریب کو لیڈی ڈاکٹر کے پاس لے کر جائے تاکہ وہ جو سوچ رہی تھی اسکا پتہ چل سکے لاریب ڈاکٹر کے پاس گئی اس نے کچھ ٹیسٹ کیئے اور بہت سارا خیال رکھنے کو بولا ریحان بے چین سا انکا انتظار کر رہا تھا۔لاریب نے ماہ ناز کو منع کیا تھا کہ وہ اسکو کچھ نہ بتائے۔وہ یہ خوشخبری خود سُنانا چاہتی تھی۔اور جیسے ہی وہ لیڈی ڈاکٹر کے کمرے سے باہر آئی ریحان لپک کر ماں کے پاس پہنچا اور پوچھا کیا ہوا ہے ماہ ناز مسکرائی اور بولی۔۔۔

"تھوڑی کمزوری ہو گئی ہے اور ڈاکٹر نے خیال رکھنے کو بولا ہے۔"ریحان دونوں کو گھر لے آیا اور سختی سے لاریب کو آرام کا بولا اور ایک کام سے باہر چلا گیا۔رات کو جب گھر آیا سب سو چکے تھے وہ

کمرے میں پہنچا اور لائٹ آن کی کہ آج خیر نہیں لاریب سخت ناراض ہو گئی جیسے ہی لائٹ آن کی میجر ریحان حیران رہ گئے ہر طرف نیو بورن بے بی کی تصویریں چسپاں تھی اور سارا کمرہ سجا ہوا تھا۔ میجر ریحان نے خوشی حیرانی سے لاریب کی طرف دیکھا جو شرم سے لال چہرہ اور سمٹی سمٹائی سے بیڈ کی سائیڈ پر کھڑی تھی میجر ریحان جلدی سے لاریب کے پاس آئے اور کندھوں سے تھام کر اس سجاوٹ کی حقیقت جانی۔لاریب نے شرماتے ہوئے ریحان کے چوڑے سینے میں منہ چھپاتے ہوئے بولی۔۔۔

"ریحان آپ بابا بننے والے ہیں۔"خوشی سے ریحان کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور زور سے خود میں بھیچ لیا کہ آج لاریب نے اس کو اتنی بڑی خوشخبری دی ہے کہ وہ جتنا اللہ کا شکر ادا کرتا اُتنا کم ہے۔لاریب کے ماتھے پر مہر ثبت کرتا اور خوشی کا اظہار کرتے ہوئے بولا۔۔

"لاریب ماما ہمارے جونیئر کا بہت خیال رکھنا۔"لاریب نے اپنا سر میجر ریحان کے کندھے پر رکھا اور دونوں نے اللہ کے حضور شکر کا سجدہ ادا کیا اور دائمی ساتھ کی دعا کی اور سونے کی تیاری کرنے لگے کہ صبح سب کو ایک خوشخبری جو سُنانی تھی۔

**______*____________*_____*

میجر شاہ نواز نے پلان کے مطابق مشن کی تیاری کی اور فوراً نکل پڑے کافی محنت کے بعد اس نے افغانستان کے ایکسر سرائز علاقے میں مشن کیا۔دشمن نے بہت زیادہ چالاکی کے ساتھ فارن سٹی

ازن کو یرغمال بنا کر رکھا ہوا تھا۔میجر شاہ نواز نے بہادری کے ساتھ مقابلہ کرتے ہوئے دس باغیوں کو موت کے گھاٹ اُتارا اور اس اثناء میں تین جوان شہید ہوئے۔کیپٹن علی نے تقلید کرتے ہوئے جیسے ہی یرغمالیوں کو لے جانے لگے تو چھپے ہوئے چار باغیوں نے اندھا دھن فائرنگ کی جس کے نتیجے میں کیپٹن علی شدید زخمی ہو گئے اور میجر شاہ نواز نے نعرہ تکبیر لگاتے ہوئے اللہ کو یاد کیا اور شہادت کے جزبے سے سرشار ہو کر آگے بڑھے اور باقی باغیوں کو موت کے گھاٹ اُتار دیا۔اسی اثنا میں ایک گولی میجر شاہ نواز کے بازو کو چیرتی ہوئی نکل گئی۔فورسز نے بڑی بہادری کے ساتھ مشن کو مکمل کیا اور سارا علاقہ اور اسلحہ حراست میں لے لیا۔کیپٹن علی کو فوراً پنڈی

DHMS

میں شفٹ کیا اور گھر والوں کو اس کے بارے میں اطلاع دی گئی۔ولی ہاؤس میں اداسی کے ڈیرے پڑے ہوئے تھے اور سب کیپٹن علی کی زندگی کے لئے دعا گو تھے۔

**______*____________*_____*

ابیہہ کسی کام سے ولی ہاؤس پہنچی جیسے ہی بی جان کے پاس آئی بی جان کو جائے نماز پر روتے ہوئے دیکھ کر ایک دم سے پریشان ہو گئی۔اور بی جان سے رونے کی وجہ پوچھی پر کیپٹن علی کی ناساز طبیعت اور مشن میں زخمی ہونے کا علم ہوا۔ابیہہ وہی بے سُدھ سی ہو کر بیٹھ گئی۔اور دل نے بھی

New Era Magazine

چیخ و پکار شروع کر دی جو پتہ نہیں کب سے اُس کے لئے مچل رہا تھا۔بی جان کو حوصلہ دیتی ہوئی فوراً گھر آ کر وضو کیا اور جائے نماز پر کیپٹن علی کی زندگی کے لئے دعا گو ہوئی۔ کیونکہ وہ شخص کب دل کو اچھا لگنے لگا پتہ نہی نہ چلا۔

نو خیز، شجاع اور سارم ہوسپیٹل پہنچ گئے تھے۔ڈاکٹر سے ملاقات ہوئی تو ڈاکٹر نے فوراً آپریشن کرنے کے لئے پیپرز پر سائن کروالیے تاکہ جلد از جلد کیپٹن علی کا آپریشن شروع کیا جائے اور کیپٹن شاہنواز کا آپریشن بھی شروع ہو گیا تھا۔اُدھر چاندنی کو دونوں کی فکر کھائے جا رہی تھی۔ کیپٹن شاہنواز کا آپریشن کامیاب ہو گیا تھا اور اُنکو وارڈ میں شفٹ کر دیا گیا تھا۔کیپٹن علی کا آپریشن جاری تھا اور ڈاکٹرز نے اُنکے لیے دعا کا بولا تھا کہ اللہ پر بھروسہ رکھیں انشاءاللہ سب ٹھیک ہو گا۔ ڈاکٹرز کی کڑی محنت کے بعد اور سب کی دعاؤں کی بدولت کیپٹن علی کا آپریشن کامیاب ہو گیا تھا۔ سب کی دعاؤں سے نئی زندگی مل گئی تھی۔ شجاع نے گھر فون کر کے دونوں کی خیریت کا بتا دیا تھا۔ بی جان نے صدقے کے بکرے دونوں بچوں کے نام کے دے دیئے تھے اور ساتھ ہی شکرانے کے نفل ادا کرنے کے لئے جائے نماز بچھائی اور رب کے حضور شکرانے کے نفل ادا کر دیئے۔

**______*___________*_____*

میجر شاہنواز ڈسچارج ہو کر جب گھر آئے تو چاندنی کی بات امی سے کی شاہنواز اپنے والدین کا اکلوتا بیٹا ہے۔چاندنی بہت خوش ہوئی اور وہ جانتی تھی کہ شاہنواز کی پسند بہت ہی عمدہ قسم کی ہو گی۔ شاہ

نواز بہت جلدی تیار ہو رہا تھا اور چاہتا تھا کہ امی کو جلد از جلد بی جان کے گھر جا کر چاندنی کا ہاتھ مانگ آئیں جہاں آرا بیگم شاہ نواز کیلئے چاندنی کا ہاتھ مانگنے کے لئے ولی ہاؤس پہنچ گئے۔بی جان بہت خوش ہوئی اور شاہ نواز سے زیادہ اچھا بیٹا چاندنی کے لئے کوئی ہو ہی نہیں سکتا بی جان نے جہاں آرا بیگم کے سامنے ہی اُسکی رضامندی پوچھی اور اپنے بیٹوں سے مشورہ کر کے تفصیلی جواب کا وقت مانگا۔ جہاں آرا بہت پر اُمید ہو کر واپس گھر کو لوٹی ،شاہ نواز بے چینی سے ماں کا انتظار کر رہا تھا۔ماں نے ساری بات بتا دی۔بی جان نے شام کو سب کی رضامندی مانگی تو خوشی خوشی رضامندی دی گی اور جہاں آرا سے مشورے کے بعد ایک ماہ کے بعد شادی کی تاریخ فکس کر دی گئی۔چاندنی نے خوشی کے مارے خود شاہ نواز کو کال کرنے چلی گئی آخر وہ دل کا ارمان جو پورا ہو رہا تھا۔چاندنی نے خدا کا شکر ادا کیا۔

**______*____________*_____*

ابیہہ نے ساری رات بے چینی میں گزاری کہ کہیں سے کیپٹن کی خیر کی خبر مل جائے صبح وہ ہسپتال کے لئے نکل رہی تھی کہ پہلے بی جان سے علی کی خیریت دریافت کر لے۔سُرخ سوجھی ہوئی آنکھیں اُس کے رات جاگے کی ساری کہانی بیان کر رہی تھی۔آنگن میں ہی بی جان مل گئی۔بی جان سے کیپٹن علی کی خیریت دریافت کی بی جان نے ابیہہ کو گلے لگا کر سب خیریت کی خبر سُنائی ابیہہ کی آنکھوں سے خوشی کے آنسو جاری ہو گئے اور جلدی سے آنسو صاف کر کے بی جان سے

اجازت لے کر ہسپتال روانہ ہو گئی اور بی جان سوچ میں پڑ گئی ابیہہ کی اتنی حساسیت دیکھ کر وہ بھی علی کے لئے بی جان نے فوراً کھانا تیار کر کے شجاع کے ساتھ لاریب، ریحان، بی جان ہسپتال پر علی سے پاس آ گئے۔ بی جان علی کی فیلنگز جاننا چاہ رہی تھی۔ کہ وہ ابیہہ کے لئے کیا سوچتا ہے۔ علی بہت بہتر محسوس کر رہا تھا وہ جلد از جلد گھر جانا چاہتا تھا۔ بی جان نے علی کی بے چینی نوٹ کی اور گھر آنے تک خاموش ہی رہی۔

**______*____________*_____*

میجر ریحان نے ایک مہینے کی چھٹی کی درخواست دی کیونکہ کیپٹن علی اور گھر والوں کو اسکی ضرورت ہے۔ لاریب بھائی کی وجہ سے پریشان بھی تھی اور ریحان کے روکنے کی خوشی بھی ہے۔ لاریب نے آج بریانی بنائی تھی تو ابیہہ کو کھانے پر دعوت دی لیکن ابیہہ نے آنے سے منع کر دیا کیونکہ وہ علی کا سامنا کرنے سے کترا رہی تھی۔ کیونکہ وہ علی کی محبت بھری نظروں کا سامنا نہیں کر سکتی تھی جو کہ اپنے جواب کی منتظر تھی اور سوال کا جواب پوچھیں گی۔ علی لاونج میں لاریب کی بحث سُن رہا تھا اور مسلسل ابیہہ کے انکار کو خاطر میں نہیں لا رہی تھی علی کو سمجھ نہیں آ رہا تھا ابیہہ کیوں باضد ہے علی نے دل میں سوچا کہ وہ ضرور آمنے سامنے ہو کر وجہ پوچھے گا اس کے کترانے کی۔ علی ابیہہ کے بارے میں سوچ رہا تھا کہ بی جان علی کے پاس بیٹھ گئی اور بہت غور سے علی کی طرف دیکھا اور مخاطب کرتے ہوئے پوچھنے لگی۔۔۔

"علی میری جان ابیہہ کے بارے میں سوچ رہے ہو نا۔" علی نے حیرانی سے بی جان کی طرف دیکھا اور اثبات میں سر ہلا دیا اور اپنا حالِ دل بی جان کو بتا کر پر سکون ہو گیا لیکن بی جان کو منع کر دیا کہ وہ خود ابیہہ کی مرضی معلوم کرے گا۔

----------------*------**

چاندنی کے گھر سے ہاں کا جواب ملتے ہی جہاں آراء نے میجر شاہ نواز کو خوشخبری سُنانے چلی گئی۔

میجر شاہ نواز اور جہاں آراء نے مشاورت کیساتھ اسی مہینے کی 15 تاریخ کو سادگی کے ساتھ نکاح اور ولیمہ دھوم دھام سے کرنے کا فیصلہ کیا جہاں آراء نے سب زیورات جو وقتاً فوقتاً اپنے بیٹے کی دلہن کے لیے بنوائے تھے نکالے اور شاہ نواز کو شاپنگ کا بولا اور کہا کہ نکاح کا جوڑا، جوتے جو کچھ چاندنی کو پسند ہو وہ دلوا دیں۔ جہاں آرا نے بی جان کو فون کر کے اپنے آنے کی اطلاع دے دی اور ساتھ ہی شاہ نواز اور چاندنی کو ساتھ شاپنگ کی اجازت لے لی۔ جہاں آراء پیلا جوڑ، چوڑیاں اور منگنی کی رسم کے لیے ڈائمنڈ رنگ لیکر ولی ہاؤس پہنچ گئی۔

بی جان نے بہت خوشی خوشی سارے انتظامات کیئے کہ آج وہ اپنی بیٹی کے سامنے سرخرو ہو رہی تھی۔ جہاں آراء نے بہت محبت سے چاندنی کو انگوٹھی پہنائی اور باقاعدہ شاہ نواز کیساتھ شادی کا اعلان کیا سب حیران رہ گئے کہ 15 دن میں کیسے شادی ہو گی جہاں آراء نے بہت پیار سے بی جان کو بولا کہ بیٹی چاہیے اور اللہ کا دیا ہوا سب کچھ ہے۔ جہاں آراء کے اسرار پر سب مان گئے اور شادی

New Era Magazine

کی تقریب کی تیاریوں میں مصروف ہو گئے۔ بڑے لوگوں نے محفل علیحدہ بڑے کمرے میں لگالی۔ چھوٹوں نے محفل لاونچ میں لگالی اور خوب گانے گائے ساتھ ساتھ شاہ نواز اور چاندنی کو چھیڑا چاندنی شرما کر بھاگ گئی۔ خیر منہا اور رحما چاندنی کیساتھ شاپنگ پر چلے گئے۔

**------*-------------*-----*

علی اپنے روم میں آکر ابیہہ کے ایسے رویے کے بارے میں سوچنے لگ گئے کہ ایسی کیا بات ہے کہ اُس کی آنکھوں میں پیار ہونے کے باوجود اداسی کے ڈیرے ہیں کیا بے اعتباری ہے اُسکو کیا الجھن ہے جو اس کو وہ سلجھانا چاہتا تھا۔ کافی دیر سوچنے کے بعد ایک فیصلے پر پہنچا اور روبرو بات کرنے کا فیصلہ کرتے ہوئے وہ پُرعزم ہو گیا۔ لاونچ سے بہت ساری آوازیں آرہی تھی اور علی کی مسکراہٹ گہری ہو گئی۔ جب اُن آوازوں میں ابیہہ کی آواز شامل تھی۔

آج چاندنی اور شاہ نواز کا نکاح تھا۔ سرخ اور سکن کلر کے لہنگے میں کسی حور سے کم نہیں لگ رہی تھی اور شاہ نواز سکن کلر کی شیر اوانی پر میرون ایمبرائیڈڈ شال کیساتھ شہزادہ لگ رہا تھا۔ سب کے چہرے خوشی سے دمک رہے تھے اور اگر اداس تھا تو وہ کیپٹن علی تھا جو کہ ابیہہ کی بے توجہی اور اگنورس سے اندر ہی اندر اداس ہو رہا تھا۔ چہرے پر مسکراہٹ اور آنکھوں میں نمی لیے ابیہہ کیپٹن علی کی توجہ کا مرکز بنی ہوئی تھی۔ اس کی مسلسل کترانے کی ساری کوششیں ناکام ہوتی جا رہی تھی کیونکہ دل نادان بس اُس ایک نظر کا ہی تو دیوانہ ہو رہا تھا۔ چھوٹے بچے کی طرح ایک ہی ضد پر اڑا

تھا کہ علی کا پیار اسکی توجہ اور والہانہ محبت کا جواب محبت سے دے کر کسی جگنو کی طرح اپنی مانگ میں سجا لے۔ لیکن وہ خوف اور ڈر کی جنگ سے مسلسل نڈھال ہو رہی تھی۔ پھر خوف اور محبت کی جنگ میں جیت فلحال خوف کی ہو گی اور ابیہہ جلدی گھر جانے کے لیے حال سے نکل گئی۔ کیپٹن علی کو ابیہہ کی اس کیفیت کی سمجھ نہ لگی۔

----------------*------**

بی جان اور ماموں کی دعاؤں کے سائے میں چاندنی رخصت ہو کر شاہ نواز کے گھر روانہ ہو گئی۔ بی جان کے اندر تک سکون اور اطمینان کی لہر دوڑ گئی۔ کہ آج وہ اپنی بیٹی کے سامنے سرخرو ہو گئیں تھیں۔ جہاں آراء چاندنی کو بہت پیار سے گھر میں بیٹی بنا کر لائی کافی رسومات کے بعد چاندنی کو شاہ نواز کے روم میں لے جایا گیا جہاں ہر چیز شاہ نواز کے پیار کا ثبوت دے رہی تھی۔ چاندنی کو اپنی قسمت پر رشک ہو رہا تھا کہ جسکو چاہا اور 2 سال سے اُسکی آواز کی دیوانی تھی آج اسکی ہمسفر کی صورت میں وہ اس کے کمرے میں پورے حقوق کے ساتھ براجمان تھی چاندنی اپنی سوچوں میں تھی کہ شاہ نواز نے کھنکار کر اپنی موجودگی کا احساس دلایا چاندنی نے فوراً شرما کر چہرہ جھکا لیا کیونکہ اپنی والہانہ محبت کے آگے بے بس ہو رہی تھی۔ شاہ نواز نے بہت محبت سے اپنے چوڑے سینے میں چھپا لیا اور دونوں کے اس ملن پر کائنات بھی مسکرا دی۔

----------------*------**

میجر ریحان آج واپس یونٹ میں جا رہے تھے اس بار انکی ڈیوٹی ایکسر سائز وزیرستان والے بارڈر کی سائیڈ پر تھی۔ وہ لاریب کو اس حالت میں چھوڑ کر جانا نہیں چاہتے تھے پر ملک و قوم کی خدمت کے جذبے اور اس وردی کے مان کے آگے کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔

مشکلیں ہزاروں آتی ہیں ہم کبھی ڈگمگاتے نہیں

ہم وہ مجاہد ہیں جو کبھی سر جھکاتے نہیں۔

لاریب چپکے چپکے کافی مرتبہ رو چکی تھی اب بھی کچن میں کھانا تیار کرواتے ہوئے کافی بار آنسو صاف کیے تھے کہ وہ ریحان کو اداس کر کے نہیں بھیجنا چاہتی تھی۔ ریحان کچن میں اداس کھڑی لاریب کو دیکھا اور ہاتھ پکڑ کر کمرے میں لے آیا اور آہستگی کے ساتھ بہتے ہوئے آنسو صاف کرتے ہوئے لاریب کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھام کر لاریب کی آنکھوں میں دیکھ کر بولے۔ "تم ایک عام عورت نہیں ہو ایک بہادر سپاہی کی بیوی ہو جو کہ کبھی ہمت نہیں ہار سکتی اسکا حوصلہ چٹانوں جیسا ہے اور وہ مضبوط ہے جیسے کہ پہاڑ ہو۔ لاریب میری جان تمہاری آنکھوں میں آنسو تمہاری کمزوری کی علامت ہے۔ اگر تم اداس رہو گی تو میں اپنے فرض اور مان کو کیسے نبھا سکوں گا۔ تم مجھ سے وعدہ کرو کہ کبھی ان حسین آنکھوں میں آنسو نہیں آئیں گے چاہے کہ میرے جسد خاکی

پرچم میں لپٹا ہوا کیوں نہ آئے میں ضرور لوٹ کر آؤں گا غازی بن کر یا شہید بن کر۔ میری خواہش ہے کہ میں اپنے بچوں کو اپنے ہاتھوں میں لوں انکو اپنی گود میں کھیلاؤں لیکن زندگی اور موت صرف اس باری تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے مجھ سے وعدہ کرو تم میرے بچوں کو ایک چٹان کی طرح مضبوط بناؤ گی۔ اور چاہے میں ساتھ ہوں یا نہیں۔۔" لاریب نے تڑپ کے میجر ریحان کے منہ پر ہاتھ رکھ دیئے اور شکوہ بھر نظروں سے دیکھا۔ "آپکی لاریب کمزور نہیں ہے ریحان وہ ایک بہادر سپاہی کی بیوی ہے۔ آپ مطمئن رہیں۔۔۔" یہ کہنے کی دیر تھی کہ ریحان کے اندر سکون کی لہر دوڑ گئی۔ اور لاریب کے ماتھے پر اپنے ہونٹ ثبت کیے اور اسکو باہوں میں بھینچ لیا کیونکہ یہ لمحہ انکے لیے بھی بہت مشکل تھا کافی دیر دونوں نے اپنے بچوں کے بارے میں مستقبل کے بارے میں بات کی اور بی جان کی آواز پر ڈائنگ ہال میں کھانے کی میز پر پہنچ گئے تھے کیونکہ آج ولی ہاؤس میں عید کا سماں تھا کہ سب اکٹھے ایک ساتھ میجر ریحان کو دعاوں کے سائے میں رخصت کرنے کے لیے آئے تھے کہ ملک و قوم کے لیے جان دینے کیلئے ولی ہاؤس کا بچہ بچہ تیار تھا۔

**______*____________*_____*

چاندنی بھی جہاں آراء کے ساتھ آئی ہوئی تھی کہ شاہنواز اپنی ڈیوٹی پر جا چکے تھے۔ سب کی دعاؤں کے سائے میں ریحان یونٹ پر چلے گئے تھے۔ کیپٹن علی بہت جلدی صحت یاب ہو رہا تھا۔ آج شاہ نواز سے بات ہوئی کچھ الجھا ہوا اور پریشان لگ رہا تھا۔ علی نے اسکی پریشانی کا سبب پوچھا تو اُس نے

ٹال دیا کہ کہیں چاندنی اور اُسکے درمیان اور غلط فہمی نہ ہو جائے لیکن مسلسل یہ غلط فہمی کا سلسلہ بڑھتا جارہا تھا کہ چاندنی بی جان کے پاس آگئی اور واپس جانے سے انکار کر دیا۔بی جان بہت ہی حیران ہوئی اور جہاں آراء کے سلوک کا پوچھا اُن کے بارے میں کوئی مسئلہ یا شکایت نہ تھی وہ تو اس کا بہت خیال رکھتی تھی لیکن شاہ نواز کی مصروفیت اور اُسکو ٹائم نہ دینے پر بہت سی بد گمانی بڑھ گئی اور یہی وجہ ان دونوں کے درمیان خلاء پیدا کر رہی تھی۔چاندنی جذباتی سی لڑکی تھی۔اور ہر بات کو بہت آخری حد تک سوچنے کی عادی تھی۔کیپٹن علی کو شک تھا کہ چاندنی کا بچپنا ہی ہے جو دونوں غلط فہمی کا شکار ہو گئے تھے۔تین دن بعد کیپٹن علی نے واپس ڈیوٹی پر جانا تھا۔اور جانے سے پہلے وہ ابیہہ کیساتھ بات کر کے جانا چاہتے تھے کہ اگر اسکی زندگی میں کوئی اور ہے بھی تو وہ اسکو بتائے اسطرح سولی پر لٹکانے کی کیا ضرورت تھی۔ہاں یا نہ کر کے وہ اسکو اس اذیت سے نکال سکتی تھی۔

**______*____________*_____*

انہی سوچوں میں گم تھا کہ چاندنی کے کمرے سے ابیہہ کی غصے کی آواز سُنائی دی۔۔

"یہ کیا بچپنا ہے کوئی اسطرح بھی اپنا گھر چھوڑ کر آتا ہے بھلا۔۔۔"لیکن چاندنی کی اپنی منطق تھی وہ ابیہہ کی بات سننے کی کوشش نہیں کر رہی تھی اور پتہ نہیں کیا غلط سوچ رہی تھی کہ شاہ نواز کی زندگی میں کوئی اور لڑکی ہے جو کہ وہ اسکے ساتھ ایسا سلوک روا رکھ رہا تھا۔علی خاموشی سے باہر

اُسکی بدگمانی سنتا رہا آخر اندر آکر اس کو ان کی باتوں میں دخل دینا پڑا۔ کیپٹن علی کے اندر آتے ہی ابیہہ نے دوپٹہ ٹھیک کیا اور ٹیڑھی آنکھ سے علی کی طرف دیکھا جو کہ بلکل لاتعلق سا چاندنی کی طرف متوجہ تھا۔ ابیہہ کے دل کو بے چینی سے ہوئی کہ علی ناراض ہو گیا ہے۔ جو اسکو بلکل اگنور کر دیا ہے۔

کیپٹن علی نے چاندنی کو پاس بٹھایا اور بولے "دیکھو رشتے دھوپ اور چھاؤں کی طرح ہوتے ہیں کبھی غم اور کبھی خوشی ہوتی ہے۔ اور اگر تم ان رشتوں کو دھوپ کی نظر کر دو گی تو یہ اپنی رعنائی کھو دیں گے۔ بھیا کی جان کہ ہماری نوکری ایسی کہ ہم مصروف ہوتے ہیں کبھی کہاں کبھی کہاں اگر شاہنواز وقت نہیں دے پا رہا ہے تو اسکا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ وہ کسی اور لڑکی کے چکر میں ہے ریحان بھائی اور میں کتنے کتنے دن فون نہیں کر پاتے اسکا مطلب یہ تو نہیں کہ ہمیں گھر کی فکر نہیں ہوتی فوجی کی بیوی ہونا اتنا آسان نہیں ہے بہت سارا حوصلہ، ہمت اور جگر بڑا کرنا پڑتا ہے۔ ہم سرحدوں کے رکھوالے ہیں اور صرف تم اسکو وہ حوصلہ اور ہمت دے سکتی ہو۔ اگر وہ وہاں پریشان اور تم یہاں پریشان تو زندگی کا مزا تو نہ ہوا۔" چاندنی نے روتے ہوئے علی کو بولا۔۔

"کہ اتنا بھی کیا مصروف ہونا کہ بیوی کیلئے پانچ منٹ نہ ہوں۔" علی نے مسکراتے ہوئے چاندنی کی طرف دیکھا اور بولے۔۔۔

"سرحدوں کی حفاظت اتنی آسان نہیں ہے اور شاہ نواز پر تو زیادہ ذمہ داری ہے کہ وہ سکواڈ لیڈر ہے۔ چلو شاباش چپ کرو۔۔۔" علی نے ابیہہ کو اشارہ کیا کہ پانی دے جو بہت غور اور انہماک سے دونوں بہن بھائی کی گفتگو سن رہی تھی۔ کوئی یاد آہستگی سے اسکے دل میں آ کر چبھی اور آنکھوں میں آنسو خاموشی سے امڈ آنے کو تیار تھے بڑی مشکل سے کنٹرول کرتے ہوئے چپکے سے کمرے سے باہر نکل آئی پہلے بی جان کے پاس جانا چاہا لیکن دلی کیفیت بہت ٹوٹ پھوٹ کا شکار تھی اسی کیفیت ساتھ واپس آ کر کمرے میں بند ہو گئی۔

**______*___________*_____*

علی بہت الجھن کا شکار ہوا ابیہہ کے اس رویے سے اور واحد حل چاندنی نظر آیا جو اُسکی مدد کر سکتی تھی۔ کیپٹن علی نے چاندنی سے پوچھا۔۔

"ابیہہ کسی کے ساتھ محبت کرتی ہے کیا؟" چاندنی نے تعجب اور حیرانی سے علی کو دیکھا اور نفی میں سر ہلا کر ابیہہ کے ماضی بارے میں بتاتی گئی کہ کیا حالات اُس کے ساتھ پیش آئے اُسکے ڈر کی وجہ اور علی کو مثبت جواب نہ دینے کا راز اب سمجھ میں آ گیا ایک سکون کی لہر دوڑ گئی جو وہمات وہ اتنے دنوں سے سوچ رہا تھا۔ سب غلط ثابت ہو گئے تھے دل ہی دل میں علی ابیہہ کو یقین دلانے کے پلان بنا رہا تھا۔ چاندنی کو شاہ نواز کیطرف سے مکمل یقین دلا کر شاہ نواز سے بات کرنے کے لئے کہہ کر چلا گیا۔ جو آج کل ایک بہت ہی اہم مشن پر کام کر رہا تھا۔ ایک غیر ملکی دشمن عناصر جو ہمارے

حساس علاقوں میں بم بلاسٹ کا ارادہ بنا رہے تھے اور خون کی ہولی کھیلنے والے تھے۔ جن کو روکنے کے لئے کیپٹن شاہنواز اس مشن پر کام کر رہے تھے۔

**_____*___________*______*

وقت تیزی سے گزر رہا تھا۔ میجر ریحان حساس علاقے میں تعینات تھے۔ لاریب سے ہفتہ ہفتہ بات نہیں ہو پا رہی تھی۔ لاریب ایک ایک دن گن کر گزار رہی تھی۔ کامیاب مشن کے بعد میجر ریحان واپس آ رہے تھے کہ گھر سے فون آیا لاریب کو ہسپتال لیکر گئے ہیں کیونکہ اسکی طبیعت خراب ہو گئی۔ میجر ریحان مشن سے واپس سیدھا ہسپتال پہنچے ابھی دس منٹ ہی گزرے تھے کہ ڈاکٹر نے خوشخبری سُنائی کہ اللہ نے اسکو بیٹے اور بیٹی سے نوازا ہے۔ میجر ریحان نے پر مسرت اور خوشگوار موڈ میں دونوں بچوں کو بہتے آنسو کے ساتھ پکڑا اور اللہ کا شکر ادا کیا کہ اُس نے نعمت اور رحمت سے نوازا ہے۔ ولی ہاؤس میں جشن کا سماع تھا۔ ننھے آیان اور انائیہ کیساتھ گھر میں رونقیں بڑھ گئی تھی۔

شاہنواز چھٹی پر آئے تو چاندنی کے بے رخی سے پیش آنے پر بہت افسردہ ہوئے۔ دونوں تیار ہو کر ولی ہاؤس پہنچے کہ نئے ممبرز کو دیکھنا جو تھا بہت سارے گفٹ لیے ولی ہاؤس پہنچے تو کیپٹن علی واپس جا چکے تھے کہ ایمرجنسی کال آگئی تھی اور دو دن پہلے جانا پڑ گیا تھا۔ ابیہہ سے بغیر بات کیے وہ واپس ڈیوٹی پر آگیا تھا کہ جب بھی چھٹی پر آئے گا وہ ابیہہ سے اپنے سوال کا جواب مانگے گا۔ شاہنواز اور

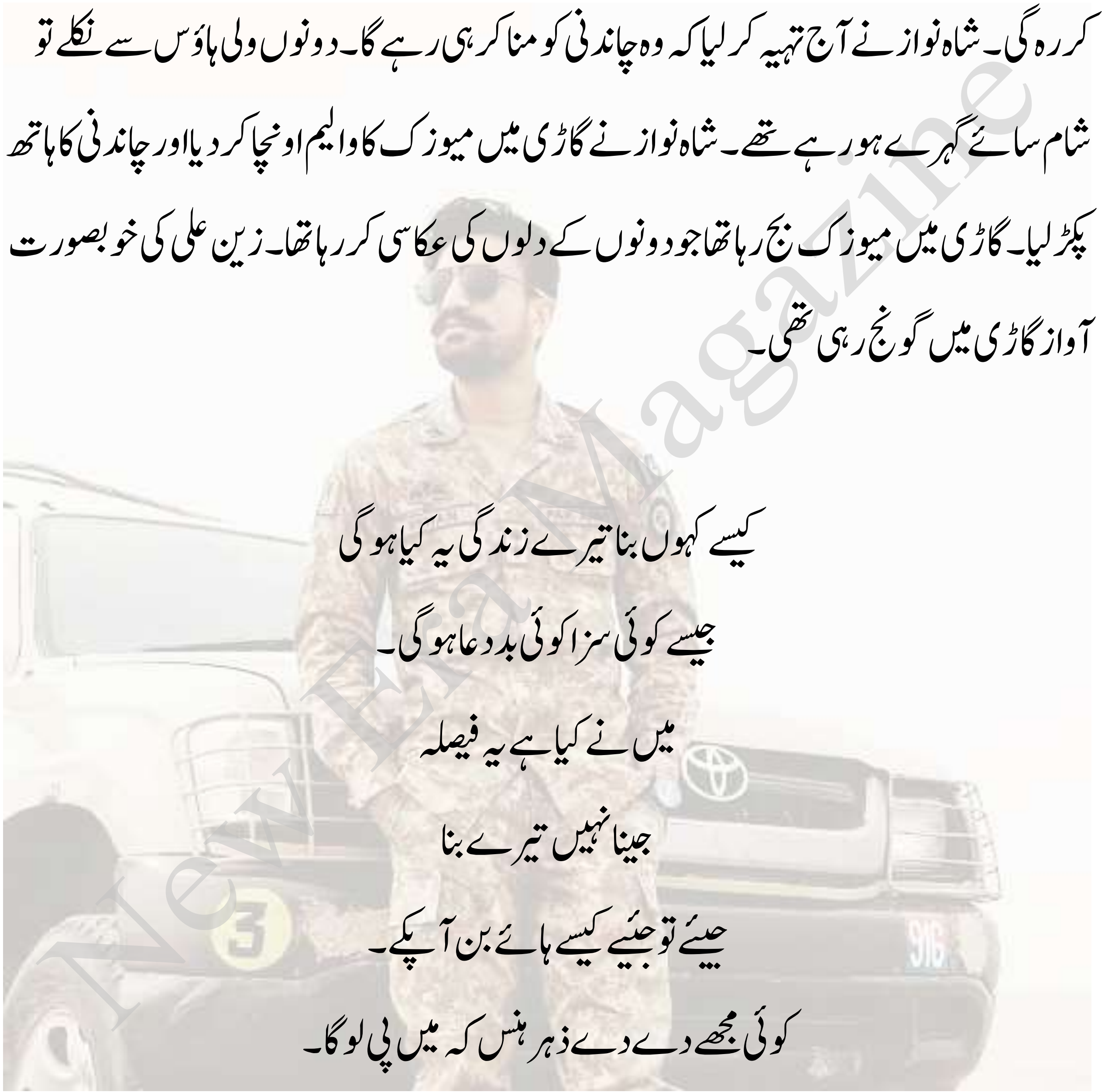

چاندنی نے دونوں پرنس اور پرنسز کو پکڑا تو بی جان نے چاندنی کو مسکراتے دیکھ کر انکے آنگن کے پھولوں کا ذکر بھی کر دیا کہ کب پر نانی بناؤ گے شاہ نواز کی مسکراہٹ گہری ہو گئی اور چاندنی پہلو بدل کر رہ گی۔ شاہ نواز نے آج تہیہ کر لیا کہ وہ چاندنی کو منا کر ہی رہے گا۔ دونوں ولی ہاؤس سے نکلے تو شام سائے گہرے ہو رہے تھے۔ شاہ نواز نے گاڑی میں میوزک کا والیم اونچا کر دیا اور چاندنی کا ہاتھ پکڑ لیا۔ گاڑی میں میوزک بج رہا تھا جو دونوں کے دلوں کی عکاسی کر رہا تھا۔ زین علی کی خوبصورت آواز گاڑی میں گونج رہی تھی۔

کیسے کہوں بنا تیرے زندگی یہ کیا ہو گی

جیسے کوئی سزا کوئی بد دعا ہو گی۔

میں نے کیا ہے یہ فیصلہ

جینا نہیں تیرے بنا

جیئے تو جیئے کیسے ہائے بن آپ کے۔

کوئی مجھے دے دے زہر ہنس کہ میں پی لوگا۔

ہر زخم سہہ لوں گا ہر حال میں جی لوں گا

دردِ جدائی سہہ نہ سکوں گا

جیئے تو جیئے کیسے ہائے بن آپ کے

شاہ نواز نے بہت جذب کیساتھ چاندنی کا ہاتھ تھاما اور کہا۔۔

"آخری سانس تک نہیں چھوڑوں گا باخدا میری زندگی میں تمہارے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہے اگر ہو تو اگلا سانس بھی نہ آئے۔۔۔" چاندنی نے فوراً شاہ نواز کے منہ پر ہاتھ رکھا اور بولی "مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے اور ماضی کی ساری غلطیوں پر شرمسار ہوں۔ آج کے بعد میں وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ ایسا کچھ نہیں ہو گا کہ ہمارے رشتے پر اثر انداز ہو۔۔۔" بہت جاندار مسکراہٹ شاہ نواز کے چہرے پر پھیل گئی۔ اور بہت جذب کے ساتھ چاندنی کے ماتھے پر بوسہ دے کر اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہوئے کہ یہی منزل ان کے پیار کی دائمی منزل تھی بدگمانی کے بادل چھٹ گئے تھے اور آسمان پر چاند اپنی چاندنی سے روشنی پھیلا رہا تھا۔ جیسے تپتی دھوپ میں چھاؤں کا سماں ہو۔

*_____*____________*______**

کیپٹن علی چھ ماں بعد اچانک بتائے بغیر گھر آئے تھے اپنے گھر جانے کی بجائے وہ ابیہہ کے گھر پر آ گئے تھے جہاں نور انکا انتظار کر رہی تھی کیونکہ وہ اپنی بہن کی دائمی خوشیوں کی طلبگار تھی ابیہہ اپنے کمرے میں اندھیرہ کیے کھڑکی میں کھڑی چاند کو دیکھ رہی تھی اور علی کی خوشیوں کی دعا گو

تھی کہ اچانک سے اپنے پیچھے علی کی آواز سنائی دی۔ابیہہ حیران و پریشانی کے عالم میں پیچھے مڑی اور اپنی حساسیت پر شک کرنے لگ گئی تھی کہ علی کو اتنا یاد کر رہی تھی کہ اب اسکو ہر طرف وہی نظر آرہا ہے۔ علی اس کی اتنی شدت سے محبت کرنے پر حیران ہوا کہ یہ لڑکی اس سے کتنی محبت کرتی ہے مگر کبھی اظہار نہیں کیا۔ابیہہ کو اپنی دماغی حالت پر شک ہوااور سر جھٹک کر دوبارہ چاند کی طرف متوجہ ہو گئی اور محبت سے چور لہجے میں یہ مصرع گنگنایا۔

یہ تقاضۂ عشق ہے یا میری آنکھوں کی مستی
کھولوں تو دیدار تمھارا بند کروں تو تصور تمھارا۔

علی نے آہستگی کے ساتھ ابیہہ کہ کندھوں سے پکڑ کر اپنے سامنے کیا اور بولا

"میں انتظار میں تھا کہ کب میرے پرپوزل کا جواب ہاں میں ملے گا۔۔۔" ابیہہ پھٹی ہوئی آنکھوں سے علی کو دیکھ رہی تھی اور اشک بھری آنکھوں سے آنسو موتیوں کی صورت میں امڈ امڈ کر باہر آنے لگ گئے اور روہانسے ہوئے لہجے میں بولی

"علی میں آپ کے پیار کے قابل نہیں ہوں آپ بہت اچھے ہیں اور آپ کو بہت اچھی لڑکی ڈیزرو کرتی ہے میرا ماضی میری پہچان کچھ بھی تو نہیں ہے میں آپ کے آگے ہاتھ جوڑتی ہوں ! پلیز آپ

New Era Magazine

چلے جائیں یہاں سے میں بہت پیار کرتی ہوں آپ سے لیکن میں آپ کو لوگوں کے سامنے جواب دہ نہیں کر سکتی" جذبات میں آکر ابیہہ اپنے پیار کا اظہار کر گئی۔

*_____*___________*______**

کیپٹن علی بہت پیار سے دکھی اور حساس لڑکی کو دیکھ رہے تھے جو اس وقت دھوپ میں چھاؤں جیسی ٹھنڈک لگ رہی تھی۔ علی کے مسلسل ٹکٹکی باندھ کر دیکھنے سے ابیہہ کے سارے حوصلے پست ہو گئے اور اپنے آنسوؤں کو نہ قابو نہ کر سکتے ہوئے اپنے ہاتھوں میں منہ چھپا کر زار و قطار رونے لگ پڑی کیونکہ اتنے ماہ سے دل و دماغ کی جنگ سے ادھموئی ہو چکی تھی۔ کیپٹن علی نے بہت آہستگی سے ابیہہ کو اپنی آغوش میں چھپا لیا کیونکہ آج وہ اس کے تمام دکھ درد، ڈر، خوف سمیٹ لینا چاہتا تھا۔ علی نے ابیہہ کے آنسو صاف کیے اور بڑے ہی پیار کے ساتھ بولا

"مجھے تمہارے ماضی سے کوئی غرض نہیں اور نہ ہی میں ماضی کے سہارے زندگی گزارنے دوں گا، ہر انسان مکمل نہیں ہوتا پر تم مکمل ہو، تمھارا دل بہت خوبصورت ہے، جو کسی کا کبھی بھی برا نہ چاہے اور بے غرض پیار و محبت دے اور عزت دے اس سے زیادہ پرفیکٹ اور کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ مجھے تم سے بے پناہ محبت ہے اتنی کہ میں فخر سے تمھارا ہاتھ پوری دنیا کے سامنے تھام کر کہہ سکتا ہوں کہ یہ بیاء ہے۔ اپنے دل سے یہ خوف وہراس نکال دو ابھی تم انکل کی بیٹی ہو ابیہہ فاروق اور سے زیادہ مت سوچنا" ابیہہ ابھی تک علی کے سینے سے لگی ہوئی اسکی باتوں علی کی باتوں کے

حصار میں تھی کہ اچانک ہوش میں آئی اور آہستگی سے خود کو علی کے مضبوط سائباں سے الگ کیا۔

اب علی اپنے جواب کا منتظر تھا ابیہہ نے شرماتے ہوئے اپنے پیار کا اظہار کرنے کیلئے غزل پڑھی۔

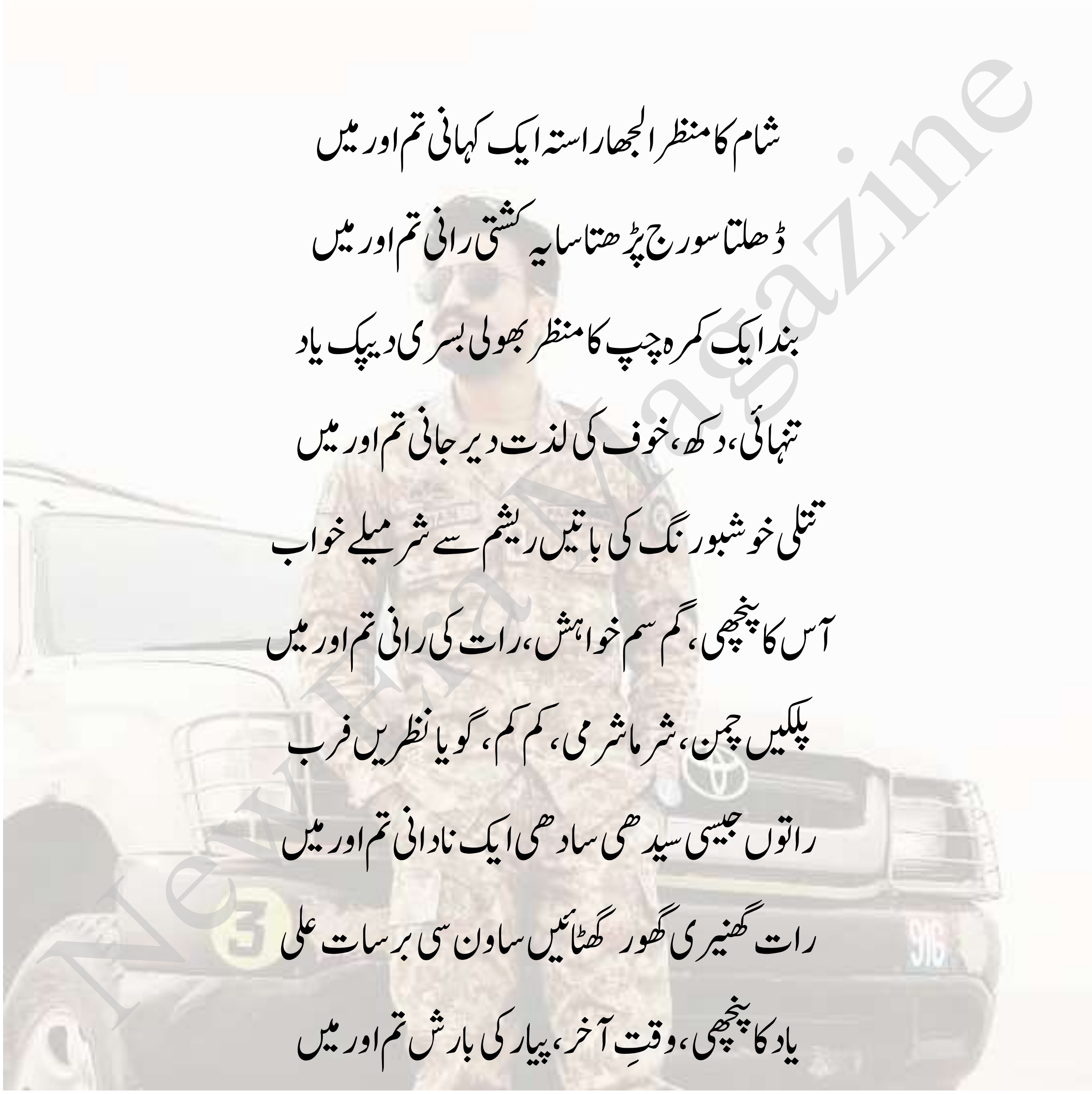

شام کا منظر الجھا راستہ ایک کہانی تم اور میں

ڈھلتا سورج پڑھتا سایہ کشتی رانی تم اور میں

بند ایک کمرہ چپ کا منظر بھولی بسری دیپک یاد

تنہائی، دکھ، خوف کی لذت دیر جانی تم اور میں

تتلی خوشبو رنگ کی باتیں ریشم سے شرمیلے خواب

آس کا پنچھی، گم سم خواہش، رات کی رانی تم اور میں

پلکیں چمن، شرما شرمی، کم کم، گویا نظریں فریب

راتوں جیسی سیدھی سادھی ایک نادانی تم اور میں

رات گھنیری گھور گھٹائیں ساون سی برسات علی

یاد کا پنچھی، وقتِ آخر، پیار کی بارش تم اور میں

New Era Magazine

علی ابیہا کی آواز کے جادو میں ایسا کھویا کہ یک ٹک دیکھتا رہ گیا اور اتنے مکمل اظہار پر نہال ہو کر رہ گیا جیسے ساون کے چاند کی روشنی ابیہہ کے اقرار کے بعد اور زیادہ ٹھہر نہ سکی ہو اور اثبات کا اندیہ دیتی باہر بھاگ گئی۔

**______*____________*_____*

ٹائم گزرنے کا پتہ ہی نہ چلا اور 6 سال گزر گئے میجر ریحان نے بہت سارے مشن پورے کیے وہ دشمن کے لیئے وبالِ جان بنے ہوئے تھے۔لاریب اچانک سے فون کی بیل اٹھی دیکھا تو میجر ریحان کی کال تھی،ٹائم دیکھا تو حیران ہوتے ہوئے yes کا بٹن دبایا اور کان کو لگاتے ہوئے hello کہنے کے سلام کیا۔میجر ریحان نے بہت ہی خوشگوار لہجے میں بات کی آیان انائیہ کا پوچھا جو کہ 6 سال کے ہو گئے تھے اور آج کے دن وہ دونوں انکی زندگی میں بہار بن کر آئے تھے میجر ریحان نے اپنے مشن کے بارے میں بتایا کہ افغانستان اور کازغستان کے بارڈر پر کشیدگی زیادہ ہے اور وہ اس کے لیے دعا کریں کہ وہ اپنے عزم میں کامیاب ہو جائیں،غازی بن کر یا شہید ہو کر۔وہ اپنے ملک و قوم کی خدمت میں اپنا خون کا حق ادا کر سکے

**______*____________*_____*

لاریب نے بہت ساری دعاؤں کے ساتھ میجر ریحان کو نوازہ لیکن پتہ نہیں میجر ریحان کے دل میں کیا خیال آیا کہ انہوں نے لاریب کو ان کا آپس میں کیا ہوا وعدہ یاد دلایا کہ چاہے کچھ بھی

ہو جائے وہ حوصلہ اور ہمت نہیں ہارے گی اور نہ ہی آنسو بہائے گی بلکہ اگو وہ شہید ہو جائیں تو ان کی شہادت پر خوش ہو گی۔اتنا کہنا تھا کہ کال منطقع ہو گئی اور میجر ریحان اپنے مشن پر جانے کے لیئے تیار ہونے لگے۔میجر ریحان نے اپنے بہادر جوانوں کے ساتھ مل کر بہت ہی بہادری کے ساتھ دشمنوں کا مقابلہ کیا اور نعرہ تکبیر لگا کر اپنے جوانوں کا خون گرماتے رہے اور آگے بڑھتے رہے۔اور دشمنوں کو واصل جہنم کرتے گئے یہاں تک کہ دشمنوں کے آخری گروہ تک ختم ہو گیا لیکن ان میں سے ایک بچا ہوا دشمن میجر ریحان کے واپس مڑتے ہی ان کے سینے پر ۲۹ کارتوس کی گولیوں کی بوچھاڑ کر دی جس سے وہ فوراً ہی کلمہ پڑھتے جامِ شہادت نوش کر گئے بہادر جوان اورنگزیب نے اس دشمن کو واصل جہنم کیا اور میجر ریحان کے پاس پہنچے۔اس مشن میں 3 جوان اور میجر ریحان جام شہادت نوش کر گئے تھے۔

**______*____________*_____*

3 دن سے میجر ریحان کی کوئی خبر نہ تھی کہ اچانک دروازے پر دستک ہوئی۔اور شور برپا ہو گیا کہ ریحان آگیا ہے لیکن جوانوں کے کندھوں پر۔بی جان نے دروازہ تھاما لاریب کمرے سے باہر بھاگتی ہوئی آئی اور بڑی ہی حوصلہ اور ہمت کے ساتھ میجر ریحان کے جسد خاکی کا استقبال کیا۔ کیونکہ اس کو میجر ریحان سے کیا ہوا وعدہ از بریاد تھا۔لاریب نے بہت ہمت اور حوصلہ کے ساتھ میجر ریحان کا چہرہ دیکھا جو نور سے پر منور تھا اور اسکی طرف دیکھ کر بہت ہی دکھی آواز میں بولی

"دیکھیں ریحان آپ کی لاریب بلکل نہیں روئی کیونکہ وہ ایک بہادر فوجی کی بیوی ہے۔۔" اور بہت سارے آنسو اسکی آنکھوں سے بہنے لگے جسے بہت ضبط کے ساتھ صاف کیا اور مسکراتے ہوئے اپنے شوہر کو اس کی آخری آرام گاہ کی طرف جاتے ہوئے دیکھتی رہی۔ آج ہر آنکھ نم تھی کیونکہ آج پھر خون بہا اور ملک پر ایک اور جوان قربان ہوا تھا۔ ایک ماں کا بیٹا، ایک بیوی کا محافظ، بہن کی آنکھوں کا تارہ، بچوں کا باپ، اور اپنی وطن کا دلارا شہید ہوا تھا۔ لاریب کے کانوں میں میجر ریحان کے الفاظ گونج رہے تھے جو انہوں نے مشن پر جانے سے پہلے بولے تھے۔

میں واپس آؤں گا

، یا تو سبز ہلالی پرچم اپنے ہاتھوں میں تھام کر،

یا سبز ہلالی پرچم میں لپٹ کر،

لیکن میں واپس ضرور آؤں گا۔

وہی شام غم کا سماں وہی منتظر نگاہیں

ہم ازلی سے دیکھتے ہیں تیری واپسی کی راہیں

شہید کی جو موت وہ قوم کی حیات ہے

ختم شد

نوٹ

دھوپ اور چھاؤں پڑھنے کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیا ہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہوا گر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تا کہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ (نیو ایرا میگزین)

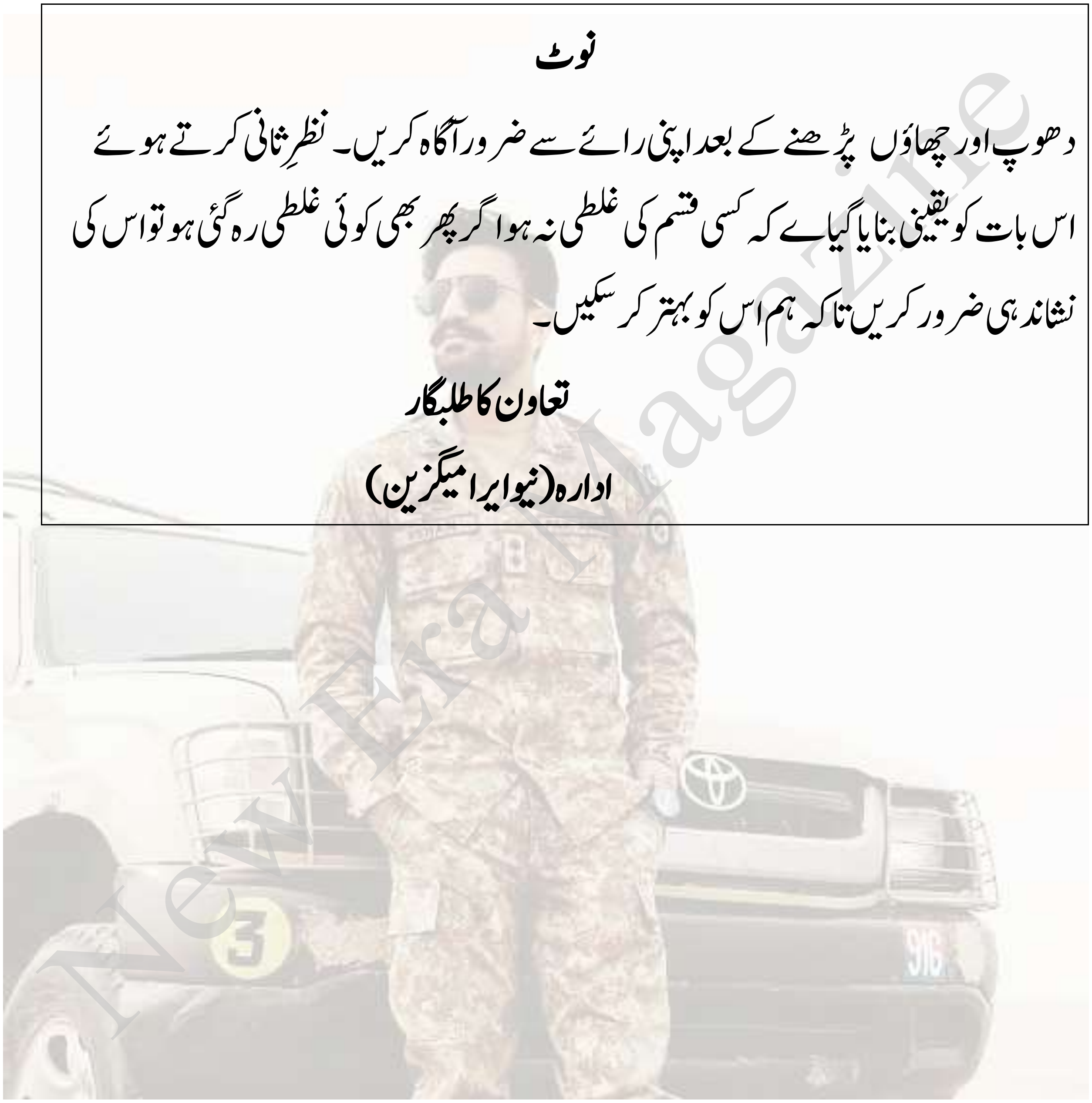

New Era Magazine